ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
مُلتان

ربیع الاوّل : ۱۴۲۰ھ
جولائی : ۱۹۹۹ء
۷

بے پردگی کا سیلاب

متحدہ عُلماء بورڈ کے نام
ڈاکٹر احمد علی سِراج کا
کُھلا خط

سزائے موت ظُلم ہے!

مرزا کادیانی
اور اس کے چیلوں کے
تضادات

کارگل اور سیاچن کے مسئلہ پر
نواز شریف کا دورۂ امریکہ
اندیشے اور خطرات

قیامِ امن کے لئے
رحمۃ لّلعلمین صلی اللہ علیہ وسلم
کا عملی نمونہ

اخبارُ الاحرار
مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی
مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۱ ویں سالانہ سیرت خاتم النبیین کانفرنس
اور دیگر تنظیمی سرگرمیوں کی روداد

مُجرم کون؟

علمائے کرام کے شہر ملتان میں "دارالحدیث" کے نام سے
ایک نئے ادارہ کا قیام

"دارالحدیث" علمائے کرام کے لئے بہت جلد
نئے تحفے لا رہا ہے۔ جس کی
ابتداء رب جلیل کے
نام سے قرآن کریم
کی معروف
تفسیر

"تفسیر کبیر"

الامام فخر الدین الرازی

چھاپ کر کی جا
رہی ہے۔ یہ عظیم تفسیر
جس کے ۳۲ حصے ہیں۔
۱۱ جلدوں میں پیش کی جا
رہی ہے۔ انشاءاللہ ربیع الاول کے آخر میں
قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

عمدہ طباعت

۶۸ گرام آفسٹ پیپر

خوبصورت جلد بندی

ناشر

دارالحدیث
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ فون ۵۴۲۴۱۹

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ بیرون لوہاری گیٹ ملتان — مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور — مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ حقانیہ قصہ خوانی بازار پشاور

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd: M - No 32

جلد: ۱۰ شمارہ: ۶ | قیمت: ۱۵ روپے

ربیع الاوّل: ۱۴۲۰ھ + جولائی ۱۹۹۹ء

زرِ تعاون سالانہ:

اندرونِ ملک ۱۵۰ روپے،

بیرونِ ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلسِ ادارت

* زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

* رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

* مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

ابن امیرِ شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسر خالد شبیر احمد
- سید خالد مسعود گیلانی
- مولانا محمد اسحٰق سلیمی
- مولانا محمد مغیرہ
- عبداللطیف خالد چیمہ
- محمد عمر فاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغر اقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ✆ : 061 - 511961

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری۔ طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۳
افکار	مجرم کون؟	محمد عمر فاروق	٦
	سزائے موت ظلم ہے!	عبدالرشید ارشد	۹
دین و دانش	بے پردگی کا سیلاب	جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی	۱۱
حاصل زندگی	سفر نامہ حجاز	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۱۷
دین و دانش	قیام امن کے لئے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ	محترم محمد امجد تھانوی	۲۴
شاعری	(حمد) سید کاشف گیلانی (نعت) سید امین گیلانی، محمد ظہور الحق ظہور، حبیب الرحمٰن لدھیانوی (نظم) سید عطاء المحسن بخاری		۲۷
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس۔ مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ سیرت خاتم النبیین کانفرنس اور دیگر تنظیمی سرگرمیوں کی روداد		۳۲
نقطۂ نظر	متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط	مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج	۴۳
	بنیاد پرستی	لطیف پریشان	۴۸
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات ان کی	آغا غیاث الرحمٰن انجم	۵۳
ردّ قادیانیت	مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کے تضادات	قیصر مصطفیٰ	۵۵
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۸
زبانِ خلق			٦۰

دل کی بات

نواز کلنٹن مذاکرات اور مشترکہ اعلامیہ

گزشتہ ایک ماہ سے کارگل سیکٹر اور سیاچن میں پیدا شدہ صورت حال کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ کشمیر کے نہتے عوام پر بھارت کے مسلسل ظلم و ستم اور انسانی حقوق کی پامالی کا نتیجہ ہے۔ مسئلہ کشمیر کو بھارت نے روزِ اوّل سے الجھائے رکھا اور ۵۲ سال سے کشمیری عوام کے بنیادی حقوق کا استحصال کر رہا ہے۔ اس ضمن میں بھارت پاکستان کے خلاف تین جنگیں لڑ چکا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ کشمیری عوام کی حمایت کی ہے اور ان کے جذبۂ آزادی کو سراہا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کشمیر کا مسئلہ قادیانیوں نے خراب کیا۔ سر ظفر اللہ قادیانی آنجہانی نے ۱۹۴۷ء باؤنڈری کمیشن میں آل انڈیا مسلم لیگ کی نمائندگی کرتے ہوئے ڈنڈی ماری اور اپنے آقا انگریزوں کا حق نمک اداء کر کے کشمیر کو متنازعہ بنانے کی سازش کی۔ اس کی بڑی وجہ ان کا "اکھنڈ بھارت" کا عقیدہ ہے۔

کشمیری عوام نے اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد کی اور اب ان کی لہو رنگ تحریک تکمیل کے مراحل میں ہے اور کامیابی کی منزل کشمیریوں کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور انہوں نے کارگل کی چوٹیوں پر اپنے قدم جما کر استقامت کے علم گاڑ دیئے۔ ادھر سیاچن میں بھارت کے ۳۵ ہزار فوجی محاصرے میں آ گئے اور رسد کے تمام راستے بند ہو گئے۔ بھارت اپنی تاریخ کے بد ترین بحران میں پھنسا اور یہ فتح و قوت پاکستان پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ کشمیری اور پاکستانی قوم میں جو فکری و نظریاتی وحدت اور اخوت و محبت ہے اس نے مجاہدین آزادی کو بڑا حوصلہ دیا ہے اور آزادی کی منزل قریب کر دی ہے۔

کارگل اور سیاچن میں کشیدگی پیدا ہونے کے بعد پاکستان کے وزیر خارجہ سرتاج عزیز نے بھارت کا دورہ کیا اور بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ سے ناکام مذاکرات کے بعد واپس لوٹے تو نتیجۃً حالات میں مزید شدت آ گئی۔

سرتاج عزیز بھارت کے دورہ سے قبل ایک دن کے لئے چین بھی گئے اور مسئلہ کشمیر پر چین کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پھر وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف چین کے دورہ پر گئے۔ ان دوروں کا مقصد و اہمیت واضح ہے۔ ہمارے حکمران اس مہم میں کتنے کامیاب ہوئے۔ اس سوال کا جواب نواز، کلنٹن مشترکہ اعلامیہ ہے۔ جی ایٹ ممالک۔ امریکی کانگریس کی خارجہ کمیٹی اور دیگر مغربی ممالک نے بھارتی موقف کی حمایت کی ہے۔ اس سے پاکستان کے بارے میں مغرب کے رجحانات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

حال ہی میں ۴/ جولائی کو وزیر اعظم نواز شریف اچانک امریکہ روانہ ہو گئے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ بل کلنٹن نے دعوت دی ہے۔ حکومت مخالفوں کا کہنا ہے کہ نواز شریف نے خود ملاقات کی درخواست دی

ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی ذہنی حالت تو یہ ہے کہ کلنٹن کے ساتھ دن تو دن ملاقات اور ناشتے کی دعوت کو ہی تاریخ کا سب سے بڑا اعزاز قرار دے رہے ہیں۔ ادھر بھارتی وزیراعظم مسٹر واجپائی نے مسٹر کلنٹن کی طرف سے دورہ امریکہ کی دعوت مسترد کر دی ہے اور اپنے امریکی دورہ کو کشمیر سے مجاہدین کے انخلاء کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

۵/جولائی کو نواز، کلنٹن مذاکرات مکمل ہونے کے بعد جو مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا ہے وہ انتہائی مبہم اور خطرناک ہے۔ اہل الرائے کا کہنا ہے کہ مشترکہ اعلامیہ میں جن باتوں کا اظہار کیا گیا ہے وہ بہ ظاہر تو بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن نواز، کلنٹن میں تین گھنٹے کی طویل ملاقات میں جو کچھ طے ہوا ہے وہ مجاہدین کشمیر کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے ادھر پاکستان نے مجاہدین کشمیر سے اپیل کر دی ہے کہ وہ جنگ بند کر دیں۔ جبکہ مجاہدین کی تمام تنظیموں نے واشنگٹن اعلامیہ مسترد کر دیا ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ہم دس سال سے تنہا آزادیٔ کشمیر کی جنگ لڑ رہے ہیں اور پچاس ہزار انسانوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ اس لئے کارگل اور دراس سیکٹر میں جن چوکیوں پر ہم نے قبضہ کیا ہے ان سے واپس نہیں ہوں گے۔ یہ مجاہدین کا تنہا کارنامہ ہے اور کسی کا ان پر احسان نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میدان میں جیتی ہوئی جنگ ناشتے کی میز پر ہاری گئی ہے۔

مسٹر نواز شریف نے اگر واشنگٹن جا کر مجاہدین سے جہاد بند کرنے کی اپیل ہی کرنی تھی تو یہ کام پاکستان میں بیٹھ کر بھی کیا جا سکتا تھا۔ اصل مسئلہ تو اب مجاہدین کے مستقبل کا ہے۔ پوری دنیا کی نگاہیں مجاہدین پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ کیا طرز عمل اور موقف اختیار کرتے ہیں۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ پاکستان نے اگر مجاہدین کو واپسی پر مجبور کیا تو صورت حال مزید سنگین ہو گی اور اس کے نتیجے میں پاکستان پر براہ راست اثرات مرتب ہوں گے اور پاکستان ایک نئے بحران سے دوچار ہو گا۔

۱۹۹۴ء میں مجھے صحافیوں کی ایک جماعت کے ساتھ افغانستان کے دورہ کا اتفاق ہوا تھا۔ ہم نے سابق صدر برہان الدین ربانی اور استاد سیاف سے انٹرویوز بھی کئے۔ تب ایک اہم سرکاری ترجمان سے میں نے سوال کیا تھا کہ: کیا آپ اب کشمیر میں بھی جہاد شروع کریں گے؟ انہوں نے جواباً کہا تھا کہ "ہمارا دماغ خراب نہیں ہے۔ افغانستان کے جہاد کے مقاصد واضح اور متعین ہیں جو خالص اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ ہم روس کے خلاف لڑے تو ہمیں پاکستان کا سہارا تھا۔ پاکستان افغانیوں کے لئے پناہ گاہ بنا۔ لیکن کشمیر میں صورت حال یکسر مختلف ہے۔ ہم اگر وہاں جنگ کرتے ہیں تو آگے سے ہمیں بھارت مارے گا اور پیچھے سے پاکستان۔ ہمارے لئے نہ تو واپسی کا راستہ ہو گا اور نہ کوئی پناہ گاہ"۔

آج یہ بات خدانخواستہ درست ہوتی نظر آ رہی ہے اور لگتا ہے کہ واشنگٹن اعلامیہ کو خفیہ طور پر بھارت کی حمایت بھی حاصل ہے۔

پاک، امریکہ مشترکہ اعلامیہ کے حوالے سے بعض خدشات، اندیشے اور خطرات واضح نظر آ رہے ہیں۔

۱- پاکستان کو سیاچین لے کر کارگل چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۲- پاک، چین تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں کیونکہ امریکہ جنوبی ایشیاء میں چین کی حیثیت و اہمیت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

۳- کشمیر کے مسئلہ پر تھرڈ آپشن کو ٹھونسنے کی کوشش کی جائے گی۔

۴- مجاہدین کشمیر کے جہاد سے پورے خطے کے مسلمانوں کے دلوں میں جو جہادی روح اور ماحول پیدا ہوا ہے اسے ختم کرنے اور مجاہدین کی قربانیوں کا سودا کرنے کی سازش ہوگی۔

۵- سیاچین میں محصور ۳۵ ہزار بھارتی فوجیوں کے لئے بند سڑک کھول دی جائے گی۔

اگر خدانخواستہ ایسا ہوا اور ہمارے حکمرانوں نے یہ سب کچھ قبول کر لیا تو یہ کشمیری مجاہدین کے ساتھ غداری ہوگی۔ کشمیری مجاہدین دراصل پاکستان کی بقا اور تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ قومی مفادات پر سودے بازی کرنے والوں کو نہ قوم معاف کرے گی اور نہ تاریخ۔ حکمرانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارے نوے ہزار فوجی بھارت نے قید کئے تھے۔ دشمن کی طرف سے پہنچائے گئے نقصان کو بھولنا بے غیرتی ہوتی ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، پاکستان سلامت رہے اور مجاہدین کشمیر کے لئے فریضۂ جہاد کی ادائیگی آسان بنائے اور انہیں اپنی نصرتِ غیبیہ سے نوازے۔ (آمین)

قانون توہین رسالت کا تحفظ:

پاکستان کے آئین میں تحفظ ناموسِ رسالت کا قانون دفعہ ۲۹۵ سی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس قانون کا سہرا شہید جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے سر ہے۔ جب سے یہ قانون بنا ہے تب سے امریکہ و برطانیہ اور پورے مغرب کے یہود و نصاریٰ اسے ختم کرانے کے درپے ہیں۔ پاکستان پر واضح بیرونی دباؤ ہے۔ اس قانون کی زد اصل میں قادیانیوں پر پڑتی ہے اور وہ اپنے آقاؤں کے ذریعے اسے ختم کرانا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان عوام کی دینی غیرت و حمیت اور ردِّعمل کے خوف سے اس قانون کو یکسر ختم کرنا تو ہمارے سیکولر حکمرانوں کے بس میں نہیں لیکن سازش یہ ہو رہی ہے کہ اس قانون کو عملاً غیر مؤثر بنا دیا جائے۔ کہ توہین رسالت کے مرتکب کسی بھی بدبخت پر مقدمہ کا اندراج ناممکن ہو اور ایف آئی آر کا اندراج ڈپٹی کمشنر کی تحقیق و توثیق کے ساتھ مشروط کر دیا جائے۔ بعض ذمہ دار حلقوں کے مطابق آرڈیننس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اور عنقریب منظور کر لیا جائے گا۔

مجلس احرارِ اسلام اور ملک کی دیگر دینی جماعتیں اس مسئلہ پر کوئی دوسری رائے نہیں رکھتیں پاکستان کے غیور مسلمان ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ ہم حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ایسی کوئی بھی ترمیم قبول نہیں کی جائے گی اور تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ایسی ہر کوشش کو پوری قوت سے ناکام بنا دے گی۔

محمد عمر فاروق

مجرم کون............؟

ظالم صرف وہی نہیں کہلاتا جو کسی پر ظلم کرتا ہے۔ بلکہ اصل ظالم تو سہتا ہے، مگر ظالم کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا۔ بلکہ لب سی لیتا ہے اور اسے کھل کھیلنے کے مواقع میسر کرتا ہے۔ درحقیقت مجرم وہی ہے جو اپنی بے زبانی سے ظالم کو شہ دیتا ہے اور پوری قوم کے ناتواں وجود کو خونی درندوں سے نچوا دیتا ہے آج کل خود سوزی کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔ خود کو آگ کے شعلوں کے سپرد کر کے یہ خیال کرنا کہ حق مل جائے گا۔ محض خام خیالی اور احمقانہ سوچ ہے۔ حق ملتا نہیں، چھیننا پڑتا ہے۔ حرام موت مرجانا اور اہل خانہ کو بے رحم دنیا کے نہ بجھنے والے الاؤ کے حوالے کر دینا بذات خود ناقابل معافی جرم ہے۔ مردانگی تو یہ ہے کہ مظلوم ظالم کے خلاف سینہ سپر ہو جائے اپنی بکھیری قوتوں کو مجتمع کرنے اور غاصبوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے، نہ کہ اپنی جان عذاب میں ڈالے اور بچوں کی زندگی بھی اجیرن کر دے۔

عوام جو ستم رسیدہ ہے۔ زخموں سے چور چور ہے اور اس کا انگ انگ بیدردوں کی بے طرح مار سے کر کوٹ ہو گیا ہے۔ جب تک وہ یونہی چپکے ظالموں کے جبر کو برداشت کرتی رہے گی۔ لیڈروں کا حوصلہ بڑھتا رہے گا۔ ان کی بیدرد سرپٹ گھوڑے کی طرح بے لگام رہے گی اور غریبوں کی نسلیں بھی جرم بے گناہی کی تعزیروں کی سزا وار رہیں گی۔ عوام جب یہ سمجھتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں پانچ فیصد اشرافیہ کے بگڑے ہوئے ناخلف و ناہنجار اور معاشرے کا کوڑھ، بر گر فیملی کے فرزندان ناہموار ان کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں لوٹ مار میں مصروف ہیں ان کے خون پسینے کی کمائی سے محل اور انیوند سٹیٹ کی تعمیر کر رہے ہیں تو کیوں ان کے منہ سے "جی حضور: اور مائی باپ" کی بجائے "غاصب"، "لٹیرے" اور "قاتل" جیسے حقیقت کے ترجمان الفاظ نہیں نکلتے؟ وہ عزتوں کی جانب بڑھتے ہوئے ہاتھ کاٹ کیوں نہیں دیتے۔ وہ ظالم کی اندھیری کے آگے آہنی دیوار کیوں نہیں بن جاتے۔ اس لیے کہ انگریزی کی عطا کردہ دو سو سالہ غلامی ہی ان کے خمیر میں رچ بس کر ان کی فطرت بن چکی ہے؟ قربانی تو دینی پڑتی ہے۔ خون بہے بغیر تبدیلی کم ہی آیا کرتی ہے۔ انسان کو زندگی ایک بار ہی ملتی ہے اور یہ زندگی حق کی خاطر لڑتے ہوئے قربان ہو جائے تو بڑے نصیبوں کی بات ہے۔

جب تک عوام صدائے حق کا نقارہ نہیں بجائیں گے۔ ان کے حقوق اور جان و مال پر ڈاکے پڑتے رہیں گے۔ عزتیں تاراج ہوتی رہیں گی اور صدیوں سے برسر اقتدار آقاؤں کی تازہ بہ تازہ کھیپ

تیار ہوتی رہے گی۔ غریب اپنے بیمار بچے کو ہسپتال لے جانے کے لئے رکشے اور تانگے کا کرایہ نہیں رکھتا۔ جبکہ مرزا اسلم بیگ، عمران خان، آفتاب شعبان میرانی، کمال اظفر اور آصف فصیح الدین وردگ جیسے سینکڑوں غمگسارانِ قوم پی آئی اے کے مفت ٹکٹ حاصل کر کے اس قومی ادارے کو اربوں ڈالر کا نقصان پہنچا چکے ہیں۔ عوام کیوں نہیں پوچھتی کہ جھنگ کی جاگیردارنی عابدہ حسین کو لیز پر ۶۰۰ ایکڑ اراضی کس استحقاق پر دی گئی ہے۔ عوام وزیراعظم سے جو قوم کا محافظ ہوتا ہے یہ سوال کیوں نہیں کرتی کہ "اے وزیراعظم پاکستان! جب آپ خود اعتراف کر چکے ہیں کہ "۸۰ کروڑ کے منصوبے پر صرف ۲۰ روڑ خرچ کیے جاتے ہیں اور باقی ۶۰ کروڑ روپے کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں" تو آپ کو کیا امر مانع ہے کہ ان قومی ناسوروں کو جراح کے نشتر سے "چیر" دے کر عوام کا لوٹا ہوا سرمایہ قومی خزانے میں واپس لائیں۔ کیوں آپ کے دعوے آپ کے عمل کے برعکس ثابت ہو رہے ہیں۔ کیا آپ کے علم میں نہیں ہے کہ یکم جنوری ۱۹۹۷ء کے بعد سے ایک سو چوالیس ارب روپے کے صنعتی و زرعی شعبوں کو دیئے گئے قرضوں میں سے سرکاری و غیر سرکاری بینکوں نے پندرہ ارب روپے (دس فیصد سے بھی زائد) کے قرضے معاف کر دیئے ہیں۔ اس طرح جاگیرداروں کو ان کا من بھاتا راتب دے کر غریب ملک اور عوام پر قرضوں کا مزید بوجھ لاد دیا گیا ہے۔

میرے ملک کے بے زبان لوگو! اب تو بولو۔ خدا کے لیے اب تو جاگو۔ تمہاری نیند کی سنگینوں کے آگے پہاڑوں کے دل بھی چھوٹ گئے ہیں۔ تم کھیتوں اور کھلیانوں میں رات دن ایک کر کے جو چند ٹکے کھوٹے کرتے ہو۔ آخر جاگیردار انہیں کیوں اٹھا کر لے جاتا ہے۔ دو ہزار جعلی ایگریکلچرل کریڈٹ کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے ہر سال نادار کسانوں کے پانچ ارب روپے کون ہڑپ کر رہا ہے۔ صرف آٹھ ہزار وڈیرے ڈیڑھ کھرب روپے کے قرضے کیوں دبائے بیٹھے ہیں۔ تمہارے منتخب کردہ ۹۰ فیصد نمائندے ملک کے بڑے نادہندہ ہیں۔ جن کے حلقہ انتخاب کی حد بندیاں ۱۹۴۵ء میں انگریزوں نے اپنے منظور نظر افراد کو کامیاب کرانے کے لئے قائم کی تھیں۔ وہ آج بھی اسی صورت میں موجود ہیں۔ تم کیوں بے خبر ہو کہ تمہاری قسمتوں کو بدل دینے کے دعویداروں میں سے صدر ایوب نے اپنے دور میں ۵۴ ارب، صدر محمد ضیاء الحق نے ڈیڑھ کھرب، بے نظیر بھٹو نے ایک کھرب اور محمد نواز شریف نے ۱۰۰ ارب روپے کے قرضے لیے۔ لیکن تمہیں کیا حاصل ہوا، مہنگائی، بے سکونی، بدامنی اور بیروزگاری۔ اور پھر بھی تم نے ان پر اعتماد کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے اپنی قوم کی اسی فطرت کے پیش نظر کہا تھا کہ "میری یہ قوم ڈنڈے والے کے آگے آگے اور پیسے والے کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے۔ میری عوام کب اپنی قسمت کو جگائے گی اور کب خلق خدا کا راج ہو گا۔ لیکن جب غیر ملکی مشروبات پی کر ۳ ارب ۸۴ کروڑ روپیہ

سالانہ یہودی کمپنیوں کی جیبوں میں ڈالا جائے۔ ہر سال ۱۶ ارب روپے کی چائے پی جائے، ۱۵ ارب روپے کے پان چبائے جائیں ، ۱۲ ارب روپے سگریٹ کے مرغولوں میں اڑا دیئے جائیں اور ۲، ارب روپے ہر سال مٹھائیوں کی عیاشیوں پر برباد کر دیئے جائیں تو خوش بختی کا سورج کب اور کیسے طلوع ہو سکتا ہے؟ سرمایہ دار تو ایک دوسرے کے مفادات کی رکھوالی کرتے اور آپس میں متحد رہتے ہیں۔ لیکن دیکھنے والے جانتے ہیں کہ غریب، غریب کا دشمن اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا ہے۔ غریب جب آپس میں لڑ پڑے تو اپنے ہی بھائی بندوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہے۔ جو قوت باہمی نزاعات کی بدولت منتشر ہے۔ اسے یک جان کرنے کی ضرورت ہے۔ فریب نظری کی بجائے حقیقت شناسی وقت کا ناگزیر تقاضا ہے۔ کھرے اور کھوٹے رہنما کی صحیح پہچان قوموں کی موت و حیات کا فیصلہ کن مرحلہ ہوتا ہے۔ راہبر ایسے نہ ہوں کہ دعوئ دینی انقلاب لانے کا کریں اور اداکارہ انجمن کو دوبارہ فلموں میں لانے کے لیے سٹوڈیو میں جا براجیں۔ قادیانیوں کا مانند الماموں سے کام نہ چل سکے تو جہاد کشمیر کے خلاف بیان بازی کا مشغلہ اپنا لیں۔

انقلاب کے لیے کسی جبے قبے یا عماموں اور عباؤں کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ حدیث مبارکہ میں ایک ناک کٹے ہوئے حبشی مسلمان کی قیادت و اطاعت تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انقلاب جب بھی آئے گا۔ عوام کے نچلے طبقے سے ہی آئے گا۔ اور انقلاب کا سہرا اسی کے سر پر سجے گا جو خود کردار کی قابل تقلید مثال ہو گا۔ قیادت و امامت اسی کے ماتھے کا جھومر ہو گی جو بینک کا دیوالیہ نہ ہو گا۔ رشوت جس کے قریب سے نہ گزری ہو گی۔ جو حقوق و فرائض کی ادائیگی، حلال و حرام کی تمیز اور امانت و خیانت میں امتیاز کا خوگر ہو گا۔ وہ فرشتہ نہیں بلکہ مومنانہ صفات عالیہ سے پیراستہ انسان ہو گا اور اس گئے گزرے دور میں بھی ایسے سینکڑوں لوگ موجود ہیں جن کا دامن اکثر آلودگیوں سے پاک ہے اور وہ قیامت کا بوجھ اٹھانے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔ مگر وہ تمہاری بے حسی کے سنگلاخ پتھروں سے سر پھوڑ کر خود نیم جان ہو رہے ہیں اور تمہاری خاموشی ہے کہ قبرستان کی خاموشی سے کہیں زیادہ گہری اور طویل سے طویل تر ہوتی جا رہی ہے۔

ضرورت اب صرف اس بات کی ہے کہ میرے ملک کے سوئے ہوئے عوام اٹھیں اور ظلم سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ پیدا کریں۔ ظلم سہیں نہیں بلکہ استبداد کا منہ توڑ دیں۔ اس فرسودہ اور ام الامراض نظام کا جوا اتار پھینکیں تو وہ وقت دور نہیں۔ جب قوت کی زمام ان کے ہاتھ ہو گی اب کوئی پیغمبر آئے گا نہ کوئی مسیحا بلکہ ہمیں آگے بڑھ کر خود مسیحا کا کردار ادا کرنا ہے۔ تاکہ پاکستان واقعتاً عالم اسلام کی قیادت و رہنمائی اور تاجوری کا بار گراں اٹھانے کے قابل ہو سکے جو ہماری دینی و قومی ذمہ داری ہے اور وقت کا ناگزیر تقاضا بھی ہے۔

سزائے موت ظلم ہے!

عبدالرشید ارشد (وائس چیئرمین ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان)

ایمنسٹی انٹرنیشنل، جو عالمی سطح پر حقوقِ انسانی کی چیمپئین ہے، نے اپنا یہ مطالبہ دہرایا ہے کہ گلوبل فیملی سزائے موت ختم دے کہ یہ سراسر ظلم ہے، بہیمیت ہے اور آج کے ترقی یافتہ دور کے ترقی یافتہ انسان کو اس سے گھن آتی ہے۔

تعجب ہوتا ہے کہ "حقوق انسانی" کے یہ محافظ، انسان کی بنیادی ضروریات، انسان سے تشکیل پانے والے سماج و معاشرہ کی نفسیات اور ضروریات سے کس قدر ناواقف ہیں اور یہی ناواقفیت انہیں مضحکہ خیز مطالبات کی انگیخت کرتی ہے۔

انسان خواہ دنیا کے کسی کونے کا ہو، اس کی بنیادی ضروریات سکھ، سکون، خوشحالی اور تحفظ ہے عزت و آبرو کے ساتھ۔ اس کا تحفظ ذمہ داری ہے حکومت کی۔ ہر حکومت اپنے عوام کی خواہش یا اپنے بنیادی نظریات کے مطابق قوانین بناتی ہے۔

ہر حکومت قوانین بناتے ہوئے ہمہ پہلو غور کر کے اپنے شہریوں کے سکھ، خوشحالی اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے قانون سازی کرتے وقت نہ کسی کی دشمنی پیش نظر ہوتی ہے نہ ہی دوستی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ صرف مقصد پیش نظر رہتا ہے۔

انسان چونکہ عقل کل نہیں ہے۔ اس لئے قانون سازی میں کئی پہلو افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انفرادی انسانی نفسیات یا اجتماعی سماجی و معاشرتی نفسیات کا مکمل احاطہ نہیں ہو پاتا اور یوں قوانین معیاری ثابت نہیں ہوتے۔

عقل مند اس بات پر ہمیشہ متفق پائے گئے ہیں کہ کسی بھی چیز کا خالق و صانع اپنی تخلیق و صنعت پر ہمہ پہلو اتھارٹی ہوتا ہے اسکے اچھے برے پہلو پر اس کے بنانے والے کی رائے اور فیصلہ ہی حرف آخر ہے کہ ڈیزائن اس کا ہے تیاری کا ہر مرحلہ اس نے مکمل کیا ہے۔

سینۂ دھرتی کے ان چھوٹے چھوٹے خالقوں، جنہیں ان کی تخلیق پر حرف ماننے میں ہمیں قطعاً تامل نہیں ہے، کے مقابلے میں اس کائنات اور اس کے اندر اپنی بے شمار دوسری انواع کی مخلوق کے ساتھ حضرت انسان کا خالق ہے جس کی صناعی پر ہم خود شاہد نہیں۔

خالقِ کائنات، خالقِ انسان جو اپنی تخلیق کی داخلی اور خارجی، انفرادی اور اجتماعی نفسیات، اس کے خیر و شر کی گہرائی سے مکمل طور پر واقف ہے۔ نے اس انسان کے سکھ چین، سکونِ قلب، خوشحالی اور عزت و آبرو کے تحفظ کی خاطر جو قوانین و ضوابط بنائے ہیں، انہیں یہ عقلمند انسان، ظلم قرار دیتا ہے۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا عقلمندی یہی ہے، کہیں عقل کا یہ دوہرا معیار تو نہیں ہے۔

مہذب دنیا، جسے سزائے موت اور دیگر اسلامی سزاؤں سے گھن آتی ہے۔ اسلام کا نظامِ عدل جن کے قلب و دماغ پر ہتھوڑے برساتا ہے، وہ اگر اپنے اپنے ملک میں جرائم کی شرح کا سعودی عرب (جہاں اگرچہ مکمل نظامِ عدل نہیں ہے) میں جرائم کی شرح سے موازنہ کریں تو انہیں معلوم ہو کہ یہ کم شرح اسی ظالمانہ نظامِ عدل کی برکت سے ہے، حقوقِ انسانی کے ان دعویداروں میں سے کسی کا اپنا قتل ہو، کسی بیٹی کی آبروریزی ہو، کسی اپنے کے ڈاکہ پڑے، تو کوئی ان کی اس وقت کی نفسیاتی کیفیت کا تجزیہ کرے۔ ان کے خیالات معلوم کرے۔ ان کے جذبات کی کھولاہٹ دیکھے۔ پھر معلوم ہو کہ اسلام کا نظامِ عدل رحمت ہے یا ظلم ہے۔ اس نظامِ عدل کی برکات، جس میں قتل کے بدلے قتل ہے۔ تاریخ خلافتِ راشدہ کے طویل عرصہ کی صورت میں محفوظ کر چکی ہے جس کے نتائج ہیں ہم بخوبی نرالی ہے۔

نرخنامہ اشتہارات نقیب ختم نبوت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم ——— =/۲۰۰۰ روپے
ٹائیٹل کا دوسرا اور تیسرا صفحہ ——— =/۱۰۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم) ——— =/۶۰۰ روپے
عام صفحہ (۱/۲) ——— =/۳۰۰ روپے
عام صفحہ (۱/۴) ——— =/۲۰۰ روپے

مستقل معاونین کے لیے خصوصی رعایت

سرکولیشن منیجر ماہنامہ نقیب ختم نبوت دار بنی ہاشم ملتان

متاعِ زینت

ممتاز شاعر محترم سید کاشف گیلانی کی حمد و نعت کا خوبصورت مجموعہ عنقریب شائع ہو رہا ہے۔

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم ملتان ✆ : 511961

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

بے پردگی کا سیلاب

کچھ عرصے سے علماء، مسلمان اہل فکر اور دینی جماعتوں کی بیشتر توجہ ملک کے سیاسی اور قانونی مسائل کی طرف اس شدت کے ساتھ مبذول رہی ہے کہ بہت سے اہم معاشرتی مسائل پیچھے چلے گئے ہیں اور ان کی طرف توجہ تو بالکل نہیں رہی یا بہت کم رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف جس سست رفتاری سے سیاست اور قانون میں دین کا عمل دخل شروع ہوا ہے، دوسری طرف اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ معاشرت بالکل الٹی سمت میں بے دینی کی طرف دوڑ رہی ہے۔ بے پردگی اور بے حیائی گھر گھر پھیل چکی ہے۔ عریانی اور فحاشی نے حیاو عفت کا مفہوم تک ذہنوں سے محو کر دیا ہے، بڑوں کا احترام اور خاندانی رشتوں کے اسلامی آداب قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔ دفتروں میں رشوت ستانی اور بازاروں میں سود، قمار اور دھوکہ فریب کو شیر مادر سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اب ان برائیوں کی قباحت بھی دلوں سے مٹ چکی ہے۔

ان بہت سے مسائل سے آج کی نشست میں بے پردگی اور بے حیائی کے مسئلے پر چند دردمندانہ گذارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنی ہیں جن کا تعلق عام مسلمانوں سے بھی ہے، علماء اور اہل فکر سے بھی اور حکومت وقت سے بھی۔

اسلام نے خواتین کو عزت و حرمت کا جو مقام بخشا ہے اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لئے جو تعلیمات دی ہیں وہ دنیا بھر کے مذاہب اور اقوام میں ایک منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔ اسلام نے ایک طرف عورت کی حرمت اور دوسری طرف اس کے جائز تمدنی اور معاشرتی حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے جو احکام عطا فرمائے ہیں ان کی حکمتوں کا احاطہ انسانی عقل کے ادراک سے بالاتر ہے، مسلمان عورت اپنی عزت کے تحفظ کے ساتھ تمام ضروری تمدنی حقوق رکھنے کے باوجود تلاش معاش میں ماری ماری پھرنے کے لیے نہیں بلکہ گھر کی ملکہ بننے کے لیے پیدا ہوئی ہے، اسی لئے شریعت نے اس کی عمر کے کسی مرحلہ میں فکر معاش کا بوجھ اس کی گردن پر ڈالا نہیں۔ خال خال صورتیں تو مستثنیٰ ہیں لیکن عام حالات میں شادی سے پہلے اس کے معاش کی ذمہ داری باپ پر اور شادی کے بعد شوہر یا اولاد پر ڈالی گئی ہے۔ لہذا ناگزیر ضرورتوں کو چھوڑ کر عام طور پر اسے معاش کے لیے سڑکیں چھاننے کی ضرورت نہیں، چنانچہ اس کی عزت و آبرو اور اس کی حرمت و تقدس کو سلامت رکھنے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ:

وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (پ ۲۲، آیت ۳۳)

ترجمہ: "اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پچھلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ پھرا کرو"

ضرورت کے موقع پر عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت بھی اسلام نے دی ہے لیکن اس طرح کہ وہ پردے کے آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر بقدر ضرورت باہر نکلے اور اپنے آپ کو ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بننے سے بچائے۔ اس غرض کے لئے مرد و عورت کے درمیان فطری تقسیم کار یہ رکھی گئی ہے کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام کرے اور مرد کے لئے کما کر لانا عورت پر اس کا کوئی احسان نہیں، اس کا لازمی فریضہ ہے، بلکہ اس معاملے میں اسلام نے عورت کو یہ فضیلت اور امتیاز بخشا ہے کہ گھر کا انتظام بھی قانونی طور پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے، اخلاقی طور پر اس کو اس بات کی ترغیب ضرور دی گئی ہے کہ وہ شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کرے لیکن اگر کوئی عورت اپنی اس اخلاقی ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو مرد اس کو بزور قانون اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس کے برخلاف مرد پر عورت کے لئے کمانے کی ذمہ داری اخلاقی بھی ہے اور قانونی بھی اور اگر کوئی مرد اس میں کوتاہی کرے تو عورت بزور قانون اسے اس ذمہ داری کی ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے۔

اسلام نے عورت کو یہ امتیاز اس لئے عطا فرمایا ہے تاکہ وہ کسب معاش کی الجھنوں میں پڑ کر معاشرتی برائیوں کا سبب بننے کے بجائے گھر میں رہ کر قوم کی تعمیر کی خدمت انجام دے۔ گھر کا ماحول معاشرت کی وہ بنیاد ہے جس پر تمدن کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے، اگر یہ بنیاد خراب ہو تو اس کا فساد پورے معاشرے میں سرایت کر جاتا ہے، اس کے برعکس اگر ایک مسلمان خاتون اپنے گھر کے ماحول کو سنوار کر ان نونہالوں کی صحیح تربیت کرے جنہیں آگے چل کر قوم و ملک کا بوجھ اٹھانا ہے تو ساری قوم خود کار طریقے پر سنور سکتی ہے اور اس طرح مرد و عورت کی عزت و آبرو کا پورا تحفظ ہوتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا ستھرا گھریلو نظام وجود میں آتا ہے جو مآل کار پورے معاشرے کی پاکیزگی کا ضامن بن سکتا ہے۔

لیکن جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کوئی قیمت ہی نہ رکھتی ہو اور جہاں عفت و عصمت کے بجائے اخلاق باختگی اور حیاسوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو۔ ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار اور پردہ اور حیا کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کے گھر میں رہنے کو اپنے لئے دوہری مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوس ناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا اس کا خوبصورت اور معصوم نام

"تحریک آزادیٔ نسواں" ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو، اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیئے، اب تک تمہیں حکومت و سیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے منصب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بے چاری ان دل فریب نعروں سے متاثر ہو کر گھر سے باہر آ گئی، اور پروپیگنڈے کے تمام وسائل کے ذریعہ شور مچا مچا کر اسے یہ باور کرا دیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے اور اب اس کے رنج و محن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا۔ اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کے پرائیویٹ سکریٹری کا "منصب" بخشا گیا، اسے "اسٹینوٹائپسٹ" بننے کا اعزاز دیا گیا۔ اسے سینکڑوں انسانوں کی حکم برداری کے لئے "ائر ہوسٹس" کا "عہدہ" عنایت کیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کے لئے "سیلز گرل" اور "ماڈل گرل" بننے کا شرف بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ، اور ہم سے مال خریدو۔ یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے، تجارتی اداروں کے لیے ایک شوپیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

نام یہ لیا گیا تھا کہ عورت کو "آزادی" دیکر سیاست و حکومت کے ایوان اس کے لیے کھولے جا رہے ہیں۔ لیکن ذرا جائزہ لے کر تو دیکھیئے کہ اس عرصے میں خود مغربی ممالک کی کتنی عورتیں صدر، وزیراعظم یا وزیر بن گئیں؟ کتنی خواتین کو جج بنایا گیا؟ کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا؟ اعداد و شمار جمع کئے جائیں تو ایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند فی لاکھ ہو گا۔ ان گنی چنی خواتین کو کچھ مناصب دینے کے نام پر باقی لاکھوں عورتوں کو جس بے دردی کے ساتھ سڑکوں اور بازاروں میں گھسیٹ لایا گیا وہ "آزادیٔ نسواں" کے فراڈ کا المناک ترین پہلو ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں جا کر دیکھیئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں، ریستورانوں میں کوئی مرد ویٹر شاذ و نادر ہی کہیں نظر آئے گا ورنہ یہ خدمات تمام تر عورتیں انجام دے رہی ہیں، ہوٹلوں میں مسافروں کے کمرے صاف کرنے اور ان کی بستر کی چادریں بدلنے اور "روم اٹنڈنٹ" کی خدمات تمام تر عورتوں کے سپرد ہیں، دکانوں پر مال بیچنے کے لیے مرد خال خال نظر آئیں گے، یہ کام بھی عورتوں ہی سے لیا جا رہا ہے۔ دفاتر کے استقبالیوں پر عام طور سے عورتیں ہی تعینات ہیں اور بیرے سے لے

کر کلرک تک تمام "مناصب" زیادہ تر اسی صنفِ نازک کے حصے میں آئے ہیں "جسے گھر کی قید سے آزادی" عطا کی گئی ہے۔

پروپیگنڈے کی قوتوں نے یہ عجیب وغریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں اپنے اور اپنے شوہر، اپنے ماں باپ بہن بھائیوں اور اولاد کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے۔ لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لیے کھانا پکائے ان کے کمروں کی صفائی کرے۔ ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے، دکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ "آزادی" اور اعزاز ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پ ۲، آیت ۱۵۶)

پھر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ عورت کسب معاش کے لئے آٹھ آٹھ گھنٹے کی یہ سخت اور ذلت آمیز ڈیوٹیاں ادا کرنے کے باوجود اپنے گھر کے کام دھندوں سے اب بھی فارغ نہیں ہوئی، گھر کی تمام خدمات آج بھی پہلے کی طرح اسی کے ذمہ ہیں اور یورپ و امریکہ میں اکثریت ان عورتوں کی ہے جن کو آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دینے کے بعد اپنے گھر پہنچ کر کھانا پکانے، برتن دھونے اور گھر کی صفائی کا کام اب بھی کرنا پڑتا ہے۔

یہ تو اس نام نہاد "آزادی" کے وہ نتائج ہیں جو خود عورت اپنی ذاتی زندگی میں بھگت رہی ہے اور مردوزن کے بے محابا اختلاط سے پورے معاشرے میں بداخلاقی، جنسی جرائم، بے راہ روی اور آوارگی کی جو تباہ کن وبائیں وہاں پھوٹی ہیں وہ کسی بھی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں۔ عائلی نظام کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے، حسب و نسب کا کوئی تصور باقی نہیں رہا۔ عفت و عصمت داستان پارینہ بن چکی ہے۔ طلاقوں کی کثرت نے کھر کے گھ اجاڑ دیئے ہیں۔ جنسی جنون تصور کی خیالی سرحدیں بھی پار کر چکا ہے اور فحاشی کے عفریت نے انسانیت کی ایک ایک قدر کو بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

یہ واقعات کسی خیالی دنیا کے نہیں ہیں، یہ مغربی ممالک کے وہ ناقابل انکار حالات ہیں جن کا ہر شخص وہاں جا کر مشاہدہ کر سکتا ہے اور جو لوگ وہاں نہیں جا سکے، ان حالات کی خبریں لازماً ان تک بھی پہنچتی رہتی ہیں۔ تقلیدِ مغرب کے جو شائقین شروع شروع میں وہاں جا کر آباد ہوئے کچھ عرصے تک وہاں کی چمک دمک کی سیر کرنے کے بعد جب خود صاحب اولاد ہوئے اور اپنی بچیوں کا مسئلہ سامنے آیا تو ان کی پریشانی اور بے چینی کا یہاں رہ کر اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا کوئی مسلمان جس کے دل میں ایمان کی کوئی رمق موجود ہو یہ پسند کر سکتا ہے کہ خدا نخواستہ یہ گھناؤنے حالات ہمارے اپنے ملک اور اپنے معاشرے میں بھی دہرائے جائیں؟ اگر

نہیں! اور یقیناً نہیں تو یہ کیسا ستم ہے کہ ہم بھی رفتہ رفتہ بے پردگی اور بے حجابی کے انہی راستے پر چل رہے ہیں جس نے مغرب کو معاشرتی تباہی اور اخلاقی دیوالیہ کے آخری سرے تک پہنچا دیا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ مسلمان خاندان کی خواتین کی سواریوں پر بھی پردے بندھے ہوئے ہوتے تھے، اور پردہ شرافت و عالی نسبی کا نشان سمجھا جاتا تھا، لیکن آج انہیں شریف گھرانوں کی بیٹیاں بازاروں میں برہنہ سر گھوم رہی ہیں۔ بڑے شہروں میں تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ شہر میں برقعے کی شکل خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے، بے پردگی کے سیلاب نے حیاء و غیرت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے اور دیندار گھرانوں میں بھی پردے کی اہمیت کا احساس روز بروز گھٹ رہا ہے۔

بعض لوگ بے پردگی کی حمایت میں کہتے ہیں نظر آتے ہیں کہ ہماری بے پردگی کو یورپ اور امریکہ کی بے پردگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور یہاں کی بے پردگی وہ نتائج پیدا نہیں کرے گی جو مغرب میں پیدا ہو چکے ہیں۔ لیکن خوب سمجھ لیجیے کہ جو کچھ مغرب میں ہوا یا ہو رہا ہے وہ فطرت کے ساتھ بغاوت کے لازمی اور منطقی نتائج ہیں، یہ بغاوت جہاں کہیں ہو گی، اپنے انہی منطقی نتائج تک پہنچ کر رہے گی، ان نتائج کو کھوکھلے فلسفوں سے نہیں روکا جا سکتا اور جو لوگ بے پردگی کو فروغ دینے کے بعد معاشرے میں عفت و عصمت باقی رکھنے کے دعوے کرتے ہیں یا تو خود احمقوں کی جنت میں بستے ہیں، یا دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ جب سے ہمارے معاشرے میں بے پردگی کا رواج بڑھا ہے، اس وقت سے اغواء، زنا اور دوسرے جرائم کی شرح کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے اور اس طرح جس مقدار میں ہم بے پردگی کی طرف بڑھتے اسی تناسب سے مغربی معاشرے کی لعنتیں بھی ہمارے یہاں سرایت کر گئی ہیں۔

ان لعنتوں کے سد باب کا اگر کوئی راستہ ہے تو صرف یہ کہ ہم پردے کے سلسلے میں اپنے طرز عمل کو بدل کر دین فطرت کی انہی تعلیمات کی طرف لوٹیں جنہوں نے ہمیں پاکیزہ زندگی گذارنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ پروپیگنڈے اور خراب ماحول کے زیر اثر رفتہ رفتہ بے پردگی کی برائی ذہنوں سے محو ہوتی جارہی ہے، اور جن گھرانوں کے بارے میں کبھی بے پردگی کا تصور بھی نہیں آ سکتا تھا، اب وہاں بھی ختم ہو رہا ہے۔ گھر کے وہ بڑے جو بذات خود بے پردگی کو برا سمجھتے ہیں وہ بھی رفتہ رفتہ اس سیلاب کے آگے سر ڈال رہے ہیں اور ہمارے نزدیک اس سیلاب کی تیز رفتاری کا بڑا سبب یہی ہے۔ اگر یہ لوگ سپر ڈالنے کے بجائے اپنے گھروں کا ذہن بنانے کی فکر کریں، انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ وسلم کے احکام یاد دلائیں، ان احکام کی نافرمانی کے سنگین نتائج سے آگاہ کریں اور انہیں

یہ باور کرا دیں کہ وہ اپنی موجودگی میں اپنے گھر کی خواتین کو بے پردہ نہیں دیکھیں گے تو ان شاء اللہ اس سیلاب پر روک ضرور قائم ہو گی۔

ہمارے خطباء اور واعظ حضرات نے بھی ایک مدت سے اس مسئلے کی وضاحت چھوڑ رکھی ہے، در س اسلامی حکم کی تعلیم و تبلیغ میں بھی بہت سستی آ گئی ہے۔ شاید یہ خیال ہونے لگا ہے کہ اس معاملے میں وعظ و نصیحت بے اثر ہو چکی ہے۔ لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ داعیٔ حق کا کام یہ ہے کہ وہ تھکنے اور مایوس ہونے کے بجائے اپنے حصے کا کام انجام دیتا رہے، نتائج تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں لیکن داعی کا کام یہ ہے کہ وہ دعوت کو سست نہ پڑنے دے، تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ جو بات کہی جاتی رہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے، یہ قرآن کریم کا وعدہ ہے:

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ (پ ۲۷، آیت ۵۵)

ترجمہ: اور نصیحت کرو، تاکہ بلاشبہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے

حالات بلاشبہ تشویشناک ہیں، لیکن بفضلہ تعالیٰ ابھی ہمارا معاشرہ اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی، ہزار غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود بحمداللہ تعالیٰ ابھی دلوں میں اللہ تعالیٰ پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور یوم آخرت پر ایمان موجود ہے، اور اس دولت ایمان کی وجہ سے ابھی دعوت و تبلیغ کے لئے لوگوں کے کان بالکل بند نہیں ہوئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاص اور حکمت کے ساتھ موثر انداز میں حق کی دعوت متواتر پہنچتی رہے۔ اگر خدا نخواستہ اس مرحلہ پر اس فریضے میں کوتاہی جاری رہی تو اصلاح کی کوششیں روز بروز مشکل تر ہوتی جائیں گی اور خدا نہ کرے کہ ہمارے معاشرے میں وہ صورت حال پیدا ہو جس سے آج مغربی ممالک دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ روز بد نہ دکھائے، اور اصلاح حال کے لئے اپنے حصے کا کام صدق و اخلاص اور لگن کے ساتھ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین) و ما علینا الا البلاغ

اسلام اور مرزائیت

تالیف: حضرت مولانا عتیق الرحمن آروی رحمہ اللہ

ایک اہم کتاب جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اسلام اور مرزائیت

کا تقابلی مطالعہ

صفحات: ۵٦، قیمت: ۲۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

قیام امن کے لئے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ

محترم محمد امجد تھانوی ریسرچ اسکالر کلیہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی

آج سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کا واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے بعد حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کے سلسلے میں ہر قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا ہے نزاعی صورتحال ہے جس کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے سب کو اس بات پر آمادہ کر دیتے ہیں کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے خانہ کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو وہ اس نزاعی مسئلے کا جو بھی حل پیش کرے سب ... ہوگا۔

آنے والی صبح اہل مکہ ... ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کعبہ کی چہار دیواری میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہوتے ہیں ... بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ

هذا لامين، رضينا، هذا محمد صلى الله عليه وسلم

یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ توجہ فرمائیے کہ قیام امن کے لئے رحمۃ اللعالمین کا عملی نمونہ کیا ہے؟ آپ چاہتے تو حجر اسود اٹھا کر اسے اس کی جگہ نصب فرما دیتے اور کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر بات قیام امن کی تھی۔ آپ نے چادر زمین پر بچھائی اس میں حجر اسود رکھا اور تمام قبیلوں کو چادر پکڑنے کو فرمایا اور دست مبارک سے حجر اسود کو اس کی جگہ نصب فرما دیا اور یوں بعثت سے قبل ہی اپنے عمل سے اہل عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات دلاتے ہوئے ان کے مابین امن و اخوت کی فضا قائم فرماتے ہوئے انہیں نئی زندگی بخش دی۔ اور ایک ایسے معاشرہ کی اصلاح فرما دی جو چند لمحوں میں ختم نہ ہونے والے سلسلہ فساد کی جانب گامزن ہوا چاہتا تھا۔ اس لئے بعثت کے بعد اہل ایمان کو یہ باور کرا دیا گیا کہ رحمۃ اللعالمین کی آواز پر لبیک کہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (پ۹، آیت ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں تو تمہیں زندگی بخشے گی۔ امام رازی (۳)، علامہ آلوسی (۴) اور دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں سعید بن معلی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب دوران نماز ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور ان کے جواب نہ دینے پر بعد ازاں فرمایا:

کیا تم قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (*۵) گویا اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہر شئے پر مقدم قرار دیا قرآن کریم میں دو مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی تعلیم دی گئی ہے (*۶)۔ اور چھ مقامات ایسے ہیں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی طرح کی بھی گستاخی کو کفر قرار دیا گیا ہے (*۷)۔ اور یہ اس لئے کہ ان کی دعوت کو معمولی بات نہ سمجھا جائے بلکہ یہ یقین کامل ہو کہ اس دعوت پر لبیک کہنے سے حیات نو ملتی ہے اور معاشرہ اصلاح کی جانب گامزن ہوتا ہے۔ جب کہ آپ کی شان میں گستاخانہ رویہ اختیار کرنا بربادی ہی بربادی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حیات ارضی میں جہاں بنی آدم میں زمانہ قبل سے ہی امن کے لئے قربانی جسم و جان کی ریت پڑی وہاں پیغمبران امن علیہم السلام (انبیاء کرام علیہم السلام) کی دعوت رشد و ہدایت نے اس سسکتی ہوئی انسانیت کی آہ و بکا کو قرار و سکون میں تبدیل کر کے اسے اسفل سافلین (*۸) سے نجات دلا کر "احسن تقویم" (*۹) کے حقیقی معیار پر لاکھڑا کیا۔

انسانی معاشرے پر رحمان کا یہ سلسلہ رحم صدیوں سے انبیائے مرسلین کے ذریعہ جاری رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ طوفانی اذہان اپنی طاغونیت سے ان بندگان خدا کو ایزا رسانی میں مبتلا کرتے ہوئے بحر و بر میں فساد کا سبب بنے رہے جس سے خالق کائنات کی قہاریت بھی اپنا کام دکھاتی رہی.......

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
(پ۲۱، آیت۴۱) (*۱۰)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آئیں۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو غلط کاموں سے پھیرنے کے لئے اور مجرموں کو ان کے اعمال کی پاداش میں سزاوار ٹھہرانے کے لئے مکافات عمل کا سلسلہ جاری رہا اور رب العالمین نے حیات انسانی کو جاہلیت کی تاریکیوں سے نکالا اور انہیں شعور عطا فرما کر اپنے حبیب خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امن و اخوت کی نوید سنائی۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۱۷، آیت۱۰۷) (*۱۲)

صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا۔

کہ دعوت اور اس کا رد عمل:

علیہ وسلم نے اپنی اجتماعی جدوجہد کا آغاز کوہ صفا کے اعلان سے فرمایا (*۱۳)

...پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے تھی کہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سن کر دوڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ برائیاں چھوڑ دو (*۱۴) بلکہ سب سے پہلے اپنی شخصیت کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا!

لوگو! تمہاری میرے متعلق کیا رائے ہے۔ سب نے یک زبان جواب دیا ہم آپ کو امین اور صادق سمجھتے ہیں۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کے لئے مزید اقرار لینا ضروری سمجھا اور فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کا لشکر چھپا ہے اور وہ آن کی آن میں تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات کو مان لو گے؟ قریش مکہ بے ساختہ بولے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس بات کو ضرور مان لیں گے جب شخصیت کی حیثیت واضح طور پر متعین ہو گئی تو پھر آپ نے ان کے سامنے اصلاح و معاشرہ کا عملی پروگرام رکھا (*۱۵) گویا ان کی اصلاح سے قبل یہ بات واضح کر دی کہ تم خود گواہ ہو کہ میں اصلاح یافتہ ہوں۔ اس کے بعد کے واقعات پر ہم اگر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر موقع پر آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت فرما دیا کہ آپ انسانیت کو دعوت امن واخوت دینے آئے ہیں تاکہ انسانی معاشرہ اصلاح پا سکے۔

(الف) مسلمانوں پر زیادتیاں ہوتے دیکھ کر آپ نے انہیں طاقت سے جواب دینے کے لئے نہیں فرمایا بلکہ قیام امن کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں (*۱۶)۔

(ب) قریش کے قطع تعلق کا جواب قطع تعلق سے نہیں دیا بلکہ امن وامان کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے (*۱۷)۔

(ج) سفر طائف میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا سبب بنے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے امن و عافیت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں بد دعا کروں۔ یہ اگر ایمان نہیں لاتے تو کوئی بات نہیں امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی (*۱۸)

(د) جب قریش نے مدینہ منورہ ہجرت کے لئے مجبور کر دیا اور سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک جعشم انعام کے لالچ میں پیچھا کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد امن کا خواستگار ہوا تو اس داعی اخوت نے اس کو بھی پروانہ امن لکھ کر دیا (*۱۹)۔

(ر) مدینہ پہنچنے پر آپ نے میثاق مدینہ (*۲۰) اور رشتہ مواخات (*۲۱) کا سلسلہ قائم کرتے ہوئے امن واخوت کی وہ بنیاد ڈال دی جو قیام امن کا ایسا سبب بنی کہ آج تک تاریخ اس کی مثال پیش

کرنے سے قاصر ہے۔

(ز) صلح حدیبیہ کے نکات پر غور کیجئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کی خاطر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھنے کی بھی اجازت دے دی (*۲۲)۔

(س) صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے سلاطین اور امراء عالم کی طرف جو تبلیغی خطوط ... ان میں بھی بنیادی موضوع قیام امن تھا۔ خصوصاً کسریٰ پرویز بن ہرمز شاہ فارس کے نام خط میں بالکل واضح طور پر یہ عبارت موجود ہے۔ اسلم تسلم (*۲۳)۔ اسلام قبول کر لو امن میں رہو گے۔

(ش) اور پھر فتح مکہ کا وہ دن جو کسی بھی فاتح کی خوابوں کی تعبیر ہوتی ہے۔ دنیا نے پہلی جنگ عظیم کے بعد Warsaw Pact کی صورت میں فاتح اور مفتوح کا معاملہ دیکھا ہے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی لیکن کیا قیام امن کے اس عمل کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جو انسانی تاریخ میں اتنی عظیم فتح جو اکیس برس کی طویل اور جان لیوا کشمکش کے بعد حاصل ہوئی اور وہ بھی اس پر امن طریقہ پر کہ قتل و غارت سے اسلامی فوج کو بالکل منع کر دیا۔ اور یہ اس شہر کی بات ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم قدم پر کانٹے بچھائے گئے۔ گلے میں کپڑا ڈال کر ایذا رسانی کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے تیار کئے گئے اور آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر سے نکل جانے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ اسی شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا پسند نہ فرمایا...... بڑے بڑے جانی دشمن مفتوح ہو کر سامنے آئے تو رحمۃ اللعالمین نے فرمایا۔

"میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ اسلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا........

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (پ ۱۳، آیت ۹۲) (*۲۵)

آج کے دن تم سے کوئی ... نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(ص) پیغمبر اسلام نے آپ عمل سے نہ صرف وقتاً فوقتاً ہمارے لئے قیام امن کی مثالیں چھوڑیں بلکہ اپنے آخری پیغام (حجۃ الوداع) میں ان تمام رسموں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جو امن کو درہم برہم کرنے اور معاشرے کی تباہی کا سبب تھیں۔ اس کا انتقام لینا خاندان والوں کا فرض بن جاتا اور سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی اولاد کی فرض کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یوں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلے قائم ہو جاتا اور لوگوں کے لئے امن کی زندگی ایک خواب بنی رہتی۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس دن اس بے ہودہ رسم کے خاتمہ کا اعلان کیا بلکہ اپنے عمل سے ہمیں مشعل راہ بھی دکھا دی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ودماء الجاہلیتہ موضوعتہ و اول دم اضع دمائنا دم ابن ربیعتہ ابن

حارث وہو موضوع کلہ (* ۲۶)

جاہلیت کے تمام انتقامی خون باطل کر دئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے ربیعہ بن الحارث کا خون باطل کرتا ہوں۔

کاش کہ آج کے دور کا انسان اس حقیقت سے آشنا ہو جائے تو اختلاف قوم، رنگ و نسل اور زبان تمام جھگڑے از خود مفقود و متروک ہو جائیں اور نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ دنیائے عالم میں امن کا عظیم رشتہ قائم ہو جائے گا۔ جس کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ..........

وَمَاكَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا (پ ۱۱، آیت ۱۹) (* ۲۸)

اور سب لوگ پہلے ایک ملت تھے پھر جدا جدا ہو گئے۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے رحمۃ اللعالمین کے عطا کردہ اس عظیم الشان عملی نظام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے زبان کے ناکام اصول و قوانین کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں آج کی دنیا میں امن قائم کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ ہم نے جس تیزی سے مادی ترقی کی ہے اخلاقی طور پر اسکا ساتھ نہ دے سکے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

ذرا غور کیجئے کہ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج وطن عزیز پاکستان کا سب سے بڑا شہر جو قائد بھی ہے کن کن تفرقات اور نفرت و عداوت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہی فرزندان شہر ہیں جن کے آباؤ اجداد نے حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں یک جان ہو کر رشتہ ملی کے عظیم جذبہ سے سرشار قیام امن کی خاطر مسلمانان برصغیر کی فلاح و نجات اور استحکام و ترقی کے لئے پاکستان کو وجود بخشا۔ لیکن ہم ذاتی منفعت کو قومی منفعت دیتے رہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے جوش میں ہوش کھو بیٹھے اور اپنے ہی بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہے ہیں۔ یاد رہے اگر ہمیں اب بھی ہوش نہ آیا تو ہمارے رنگ و نسب میں غبار آلود یہ پر ہمیں، محو پرواز کے بجائے زمین برس کر دیں گے۔ آئیے پہلے اس کا علاج کر لیں جیسا کہ مفکر پاکستان حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

غبار آلودہ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

ذرا غور کیجئے! یہ کیسی قبیح حرکت ہے جس میں آج ہم ملوث ہیں ہماری امن و سلامتی، عزت و وقار،

ترقی و استحکام اور سکون و آشتی کا واحد ذریعہ رحمتہ اللعالمین کے اس فرمان میں پوشیدہ ہے کہ.................

کونو عباد اللّٰہ اخوانا المسلم اخوو المسلم لا یظلمہ ولا یخزلہ ولا یحقرہ (* ۳۱)

ترجمہ:۔ اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل و خوار کرتا ہے۔

اور پھر اپنے آخری پیغام میں ہمیں یہ درس دیا کہ...............

"المسلم من سلم المسلمون من السانہ ویدہ والمھاجر من ہجر مانھی اللّٰہ (*۳۲)

ترجمہ:۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے الگ ہو جاتا ہے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے معاشرہ میں قیام امن کے طلب گار ہیں تو ہمیں رحمتہ اللعالمین کے عملی نمونہ کی پیروی کرنی ہوگی۔ آئیے عہد کریں کہ ہم رحمتہ العالمین کے عملی نمونہ کی تفسیر بنتے ہوئے دوسروں کے لئے رحمت بن جائیں گے اور یوں معاشرے میں امن کا دور دورہ ہو گا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

REFERENCES AND NOTES

(* ۱) السیرۃ النبویہ۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، مصر، مصطفیٰ البابی حلبی، ۱۳۵۵ھ، ص ۲۰۹، الجزالاول۔

(* ۲) القرآن۔ ۸/۲۴،

(* ۳) تفسیر الکبیر۔ رازی، امام محمد الرازی فخرالدین، طہران، دارالکتب العلمیہ، ص ۱۴۶، الجز خامس عشر،

(*۴) روح المعانی۔ آلوسی، ابی الفضل شہاب الدین، السید محمود، بیروت،۔ احیاء، بالتراث العربی، ص ۱۹۱ الجز التاسع)۔

(* ۵) فتح الباری (شرح بخاری)۔ ابن حجر، احمد بن دلی عسقلانی، بیروت، دارالمعارفتہ۔ ص۔ ۳۰۷، حدیث ۷۶۴۴،

(* ۶) القرآن۔ ۴/۶۵، ۱۲/۵؛ ۱۵۷/۷، ۸/۲۴؛ ۲۴/۶۳، ۳۳/۳۶، ۳۳/۳۶؛ ۹/۷۴ اور ۴۹/۳۰۱۔

(* ۷) القرآن۔ ۳/۱۰۴، ۲/۱۰، ۶۱/۹، ۶۵/۹، ۵۷/۳۳، ۷۰۔۷۸/۳۸ اور ۶/۹۴،

(* ۸) القرآن۔ ۵/۹۵،

(*۹) القرآن۔ ۹۵/۴؛
(*۱۰) القرآن۔ ۱۳/۴۰؛
(*۱۱) القرآن۔ ۲۱/۱۰۷؛
(*۱۲) جب قرآن کی آیت..... وانذر عشیر تک الاقربین (القرآن ۲۶/۲۱۴) نازل ہوئی۔
(*۱۳) آپ نے اہل قریش کو اکٹھا کر کے ان کو دعوت اسلام دی۔ معاشرہ اتنا بگڑ چکا تھا کہ فوراً برائیوں سے اجتناب ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اسی لئے خاتم النبیین نے قریش کے سامنے اپنی مثال رکھی کہ میں بھی اسی معاشرہ کا فرد ہوں میں اور میرے اخلاق کریمانہ کے تم قائل ہو تو پھر میری دعوت پر لبیک کہو تاکہ تم اصلاح پاؤ اور پورے معاشرے کی اصلاح ہو جائے اور تم امن و اخوت کی فضا میں زندگی بسر کر سکو۔
(*۱۴) فتح الباری (شرح بخاری)۔ ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، محولہ بالا، ص ۷۳۷، جلد نمبر ۸۔
(*۱۵) زاد المعاد۔ جوذری، ابن عبداللہ ابن القیم، بیروت، دارلفکر، ص ۲۴ الجز الاول؛
(*۱۶) زاد المعاد۔ جوذری، ابن عبداللہ بن القیم محولہ بالا ص ۲۶ الجزو الثانی۔
(*۱۷) صحیح مسلم۔ مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری، بیروت، دارلفکر ۱۴۰۰ھ ص ۱۴۲۱؛
(*۱۸) زاد المعاد۔ جوذری، ابن عبداللہ بن القیم، محولا بالا۔ ص ۵۳ الجزو الثانی۔
(*۱۹) السیرۃ النبویہ۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالمالک، بیروت، تراث الاسلام، ص ۵۰۱ تا ۵۰۴ القیم الاول۔
(*۲۰) زاد المعاد۔ جوذری، ابی عبداللہ بن القیم، محولہ بالا ۵۶ الجز الثانی۔
(*۲۱) صحیح مسلم۔ مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری، محولہ بالا۔ ص ۴۰۹ الجز الثالث۔
(*۲۲) فتح الباری (شرح بخاری)۔ محولہ بالا۔ ص۔ ۳۲، الجز الاول۔
(*۲۳) القرآن۔ ۱۲/۹۲ والسیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ابو محمد بن عبدالملک، محولا بالا، ص ۵۵، الجز الرابع۔
(*۲۴) سنن ابی داؤد۔ ابی داؤد۔ سلیمان بن اشعث، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۱۸۵ الجز الثانی
(*۲۵) القرآن۔ ۱۰/۱۹۔
(*۲۶) کلیات اقبال۔ اقبال محولا بالا، ص ۳۷۲۔
(*۲۷) ایضاً۔ ص ۳۷۲۔
(*۲۸) تصحیح المسلم۔ مسلم ابو الحسن بن الحجاج القشیری، کراچی، نور محمد اصح المطار، ۱۳۷۵ھ ص ۱۳۷ ج الثانی۔
(*۲۹) صحیح البخاری۔ بخاری محمد بن اسماعیل، کراچی، نور محمد اصح المطابع ۱۳۸۱، ص ۶، جلد اول۔

حاصل زندگی شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

سفر نامہ حجاز

(آخری قسط)

ذہن کھلتا ہی نہیں ان کے تصور کے بغیر
ان کو سوچا ہے تو پھر فکر رسا دیکھی ہے

مدینہ منورہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابھی سیرابی نہیں ہوئی تھی کہ عازم مکہ مکرمہ ہونا پڑا۔ شامیہ روڈ پر اسی ہوٹل میں آ کر ٹھہرے جس میں پہلے رہ کر گئے تھے۔ اس کا مالک تو ایک عربی تھا۔ مگر بنگالیوں نے یہ ہوٹل ٹھیکے پہ لے رکھا تھا۔ اور دوسروں کی نسبت بنگالیوں کے ہوٹلوں کے کرائے نسبتاً کم تھے۔ دوسرے وہ ہوٹل باب مدینہ سے بمشکل دو سو فٹ کے فاصلے پر ہوگا۔ یہ ہوٹل مکہ مکرمہ کی ایک مقدس پہاڑی پر واقع تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک جس مٹی کو چھو چکے تھے وہ مٹی وہ کنکر مجھ پاپی سے بہر حال پوتر تھے۔ رہ رہ کر اک ہوک سی دل میں اٹھتی تھی کہ:۔

کسی بھی گھرانے میں ہوتا
میں تیرے زمانے میں ہوتا
جب بت گرتے تیرے قدموں میں
میں بھی بت خانے میں ہوتا

تہجد کی اذان سے لے کر صبح نو بجے تک ہم حرم پاک میں رہتے واپسی پر پاکستانی ہوٹل سے کھانا لے کر اپنے کمرے میں آ جاتے۔ پانچ ریال (چالیس روپے) کے اس کھانے میں دو تین بڑی بڑی روٹیاں۔ پلاسٹک کی ڈبیہ میں بند سالن جس میں پائے قیمہ قابل ذکر تھے۔ سالن اتنا کہ دو آدمی بڑی فراخی کے ساتھ کھا سکتے تھے۔ رات کے کھانے میں زردہ، دہی اور سلاد کا اضافہ ہوتا۔ کھانے کا معیار اتنا اچھا کہ پاکستان کے کسی بھی فائیو سٹار ہوٹل سے کم نہ تھا۔ دوپہر ایک ڈیڑھ گھنٹہ آرام کے بعد حرم پاک چلے جاتے۔ اور نماز ظہر کے گئے ہوئے نماز عصر پڑھ کر آتے۔ حرم پاک کی نماز میں اک عجیب سا سرور ہوتا، خاص طور پر جب امام کعبہ نماز میں یہ آیت پڑھتے۔ **فلیعبدو رب هذاالبیت** اور بیت اللہ سامنے ہوتا

حرم پاک کے صحن میں باب العمرہ اور باب المدینہ کے درمیان بیت اللہ کے پرنالے (میزاب رحمت) کے عین سامنے فضیلۃ الشیخ حضرت محمد مکی حجازی قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد عربی زبان میں اور مغرب کی نماز کے بعد اردو زبان میں۔ کوئی ایک گھنٹہ کے قریب بیان ہوتا ہے۔ میں نے طالب علموں کے ساتھ عام سامعین کو بھی محظوظ ہوتے دیکھا۔ گو حضرت کو اردو کے مقابلے میں عربی زبان پر زیادہ دسترس حاصل ہے۔

مگر مغرب کے بعد اردو زبان والے درس میں زیادہ اجتماع ہوتا ہے۔ خاص طور پر مختلف افراد کی طرف سے سوالوں کے جوابات میں حضرت اتنی دینی معلومات فراہم کرتے ہیں کہ کئی کتابوں پر بھاری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا کرے (آمین۔) ان کے درس کی چند مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں:۔

"عمرہ کے بعد سر کے مکمل بال استرے سے منڈوانا سنت ہیں۔ اب اگر ایک عمرے کے بعد حاجی نے استرے سے بال منڈوائے اور دو تین دن بعد پھر عمرہ کیا تو حاجی پھر استرے سے بال منڈوائے گا۔ اگر آدمی گنجا ہے تب بھی سر پر استرا پھیرنا سنت ہے۔" (یہ مسئلہ سن کر مجھے صفا مروہ کی سعی کے بعد دیکھا ہوا وہ آدمی یاد آ گیا جو اپنے سر کے تھوڑے سے بال ہاتھ میں پکڑ کر مجھے کہہ رہا تھا "جوان! ذرا میرے یہ بال کاٹ دینا" جب میں اس کے بال کاٹنے لگا تو اس نے پھر کہا "تھوڑے سے کاٹنا۔ بس میں نے ذرا سنت پوری کرنی ہے۔")

"گلے میں تعویذ کو میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو معاملہ بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ لوگ لکڑیوں کے ٹکڑے پتہ نہیں کیا کیا کچھ گلوں میں ڈالے پھرتے ہیں۔ ہاں قرآن مجید، درود شریف، سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے مریض کو دیا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔"

"اکثر دیکھا گیا ہے لوگ راتوں کو محفلیں برپا کرتے ہیں۔ ایک ایک بجے تک لچھے دار تقریریں ہوتی ہیں۔ مگر صبح پتھر الاسلام، خواجہ عذاب اللہ صاحب کی نماز فوت ہو جاتی ہے۔ آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ ایسی محفلیں برپا کرنے کا کیا فائدہ؟ جو نماز غارت کر دے۔

"لوگ بڑے کروفر کے ساتھ دیگیں چڑھا کر عمرے اور حج کے لئے یہاں آتے ہیں۔ مگر ان کا پیسہ حرام کا ہوتا ہے۔ رشوت میں ملوث ہوتا ہے۔ یا کسی عزیز رشتے دار کا اونے پونے حق مار کر حج کرنے آ جاتے ہیں۔ انصاف نہیں کرتے۔ لیتے وقت کوشش ہوتی ہے زیادہ لیا جائے۔ دیتے وقت ڈنڈی مارتے ہیں، کسی نہ کسی بہانے کم دیتے ہیں۔ اور جب اس حرام مال کے ذریعے یہاں آ کر اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ لبیک اللھم لبیک ...... (حاضر ہوں اے میرے اللہ حاضر ہوں.....) اللہ تعالیٰ کہتا ہے "لالبیک (تمہاری کوئی حاضری نہیں) اس کا حج اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔۔

بڑے عاشق رسول بنتے ہیں۔ جو کئی ہزار لگا کر حج عمرہ کرنے آتے ہیں۔ مگر شکل یہودی اور عیسائی سے ملتی ہے۔ عادات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خلاف ہیں۔ یہ اپنے آپ کو دھوکا ہے۔ اس منافقت سے اللہ تعالیٰ بچائے۔

مکہ مکرمہ میں ملتان کے میرے ایک دوست (عبدالوحید) نے اپنی کار پر میدان عرفات، غار حرا، غار ثور، منیٰ، مزدلفہ چھوٹے بڑے شیطان۔ مسجد جن (جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کی امامت کرائی تھی) سب جگہیں دکھائیں۔ میدان عرفات میں نیم کے درخت اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ جگہ جگہ زمین دوز نظام کے تحت۔ پندرہ پندرہ فٹ اونچے پائپ فٹ کئے گئے ہیں کہ حج کے دنوں میں ان کے منہ پر لگے ہوئے شاور میں سے پانی کے فوارے ہوا کے دوش پر دور دور تک پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح نمی کے

باعث گرمی میں کمی آجاتی ہے۔

جبل رحمت کی چوٹی تک جانے کے لئے سیڑھیاں بنادی گئی ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تھی۔ اوپر چوٹی پر جگہ ہموار کر کے ایک چبوترہ بنادیا گیا ہے۔

جوں جوں عمرہ کے ویزے کی مدت ختم ہو رہی تھی اور واپسی کے دن قریب آرہے تھے۔ دل پر اداسی چھائے جارہی تھی کہ رحمتوں کے بابرکت لمحات سے محرومی کا احساس کھائے جارہا تھا۔ آخر جدائی کی گھڑی آن پہنچی۔ عشاء کے بعد الوداعی طواف کیا، دعا مانگی، باہر نکلے تو ہمشیرہ نے کہا "جی چاہتا ہے حرم پاک کو پھر دیکھ کر آؤں۔ پتہ نہیں دوبارہ آنا ہوتا ہے کہ نہیں!" واپس جا کر خانہ کعبہ کو بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایک دفعہ اور دیکھا۔ ہوٹل کا مینیجر "بابل" جس طرح ہمیں پہلے دن ہوٹل لے کر گیا تھا۔ اسی طرح آخری دن بھی ٹیکسی تک چھوڑنے آیا۔ اور ٹیکسی جدہ کی طرف روانہ ہو گئی کہ جدہ سے کراچی کی طرف جانے والی سعودی ائیر لائنز کی فلائیٹ کا وقت رات تین بجے تھا۔ جدہ ائیر پورٹ پر ہمارے ساتھ کے پاکستان سے آئے ہوئے مسافر بھی آہستہ آہستہ آنے شروع ہو گئے جیسے صبح کے اڑے ہوئے پرندے شام کو اپنے مستقر پر واپس آجاتے ہیں کہ......

گھیرے رکھتا ہے پرندوں کو یہ ڈر شام کے بعد
گم نہ ہو جائیں اندھیرے میں شجر شام کے بعد

بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام تسلیم کیا جائے۔" وگرنہ قانون غیر متوازن اور ناقص رہے گا اور مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔

۵۔ حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارے کی حیثیت سے کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلے کرے۔ جس میں ہر مسلک اور مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو اور وہ پیشہ ور سیاسی علماء پر مشتمل نہ ہو بلکہ علمی، تدریسی، فنی اور غیر سیاسی مقتدر علماء کرام جن کو فتویٰ میں دسترس حاصل ہو ان پر مشتمل ہو۔ یہ دارالافتاء فروعی اختلاف سے ہٹ کر اصول پر مبنی، جن کا تعلق نصوص قطعیہ سے ہو فتاویٰ صادر کرے۔

۶۔ دارالافتاء کے قیام کے بعد کوئی شخص کفر کا فتویٰ صادر کرنے کا مجاز نہ ہو۔ مدارس عربیہ اسلامیہ میں جو دارالافتاء قائم ہیں ان کو بھی قانونی حیثیت دی جائے اور وہ سرکاری دارالافتاء کے تابع ہوں۔ جہاں سے ان کے فتاویٰ کی تصدیق ہو۔ اس طرح سے ان فتاویٰ کی حیثیت بھی مستند اور سرکاری ہو جائے گی اور وہ قانونی طور پر نافذ العمل ہوں گے۔

اگر تجاویز قبول کر لی جائیں تو دارالافتاء کے نظام کی تفصیل مہیا کی جاسکتی ہے۔

سید کاشف گیلانی

اللہ کے سوا غیر کو سجدہ نہ کیا جائے

آ جائے قیامت بھی تو ایسا نہ کیا جائے — اللہ کے سوا غیر کو سجدہ نہ کیا جائے
کتنا بھی اندھیرا ہو گزر جاتی ہیں راتیں — مانگے کے چراغوں سے اجالا نہ کیا جائے
پوشیدہ ہے اس بات میں شیطاں کی ہزیمت — جیسا وہ کہے آپ سے ویسا نہ کیا جائے
نیکی سے اگر طبع میں آتا ہو تکبر — بہتر ہے کہ اس بات کا چرچا نہ کیا جائے
احسان جتانا ہو اگر کر کے کوئی کام — اچھا ہے کوئی کام کسی کا نہ کیا جائے
انسان سے اگر اجر کی خواہش ہو تو بے شک — کوئی ہو اگر دھوپ میں سایا نہ کیا جائے
انسان کے بس میں نہیں ہر بات کا کرنا — جو کر نہ سکے کوئی وہ دعویٰ نہ کیا جائے
اسلام ہی کے نام پہ فرقے نہ بنائیں — یوں نام کو اسلام کے رسوا نہ کیا جائے
عقبیٰ کی نہ قیمت پہ خریدے کوئی دنیا — گھاٹے کا یہ سودا ہے یہ سودا نہ کیا جائے
جس شاخ پہ محفوظ نہ لگتا ہو نشیمن — اے مرغ چمن اس پہ بسیرا نہ کیا جائے
مطلب کے جو بندے ہیں نہ رکھو ان سے تعلق — وہ دوست نہیں ان پہ بھروسا نہ کیا جائے
طاقت کسی مظلوم کے کام آئے تو اچھا — طاقت سے مگر حشر تو برپا نہ کیا جائے

چاہو جو ندامت نہ قیامت میں ہو کاشف
ہرگز کسی انسان سے دھوکا نہ کیا جائے

قادیانیت شکن
(محمد طاہر رزاق) = /۷۵ روپے
قادیانی اسلام کے غدار (انگریزی)
(علامہ اقبال) = /۱۰ روپے

سید امین گیلانی

نعت

سنی ہے جب بھی صدائے اذاں وہ یاد آئے
ہوا میں جب سوئے مسجد رواں وہ یاد آئے

وضو کروں تو مجھے ان کی یاد آتی ہے
جو قبلہ رو ہوا سجدہ کناں وہ یاد آئے

خدا کی حمد میں کرتا ہوں جب بیاں تو مجھے
وہ جن کا خود ہے خدا مدح خواں وہ یاد آئے

خدا سے مانگی ہے میں نے مدد انہی کی طرح
پڑا ہے سر پہ کوئی امتحاں وہ یاد آئے

عجیب بات ہے آدم سے لے کے عیسیٰ تک
میں جس نبی کی سنوں داستاں وہ یاد آئے

بھلاؤں کیسے بھلا آسیۂ شبِ اسریٰ
میں جب بھی دیکھوں سوئے آسماں وہ یاد آئے

سُوئے مدینہ زیارت کو سبز گنبد کی
چلا ہے جب بھی کوئی کارواں وہ یاد آئے

یہ کہکشاں ہے کہ جادہ ہے میرے آقا کا
فلک پہ دیکھی ہے جب کہکشاں وہ یاد آئے

سلام عرض کیا جب ملے تصور میں
درود بھیجا ہے ان پر جہاں وہ یاد آئے

کھلے جو آنکھ اچانک مری کسی شب کو
خدا گواہ مجھے ناگہاں وہ یاد آئے

نہیں کسی کی تمنا میں کس کو یاد کروں
وہی جو اک ہے تمنائے جاں وہ یاد آئے

وہ بھولتے ہی نہیں ان کی مہربانی ہے
ہمیشہ بن کے مرے مہرباں وہ یاد آئے

وہ یاد آتے ہیں ہر خیر و شر کے معرکے میں
جب آئے سامنے سود و زیاں وہ یاد آئے

بپا ہوئی ہے اگر کفر و دیں کی جنگ کبھی
اٹھائے ہم نے جو تیغ و سناں وہ یاد آئے

وہ مہماں کی تواضع کے خاص شائق تھے
جب آیا گھر میں کوئی مہماں وہ یاد آئے

میں رو سیاہ سہی خون ہاشمی ہے مگر
جو تونے پوچھا مرا خانداں وہ یاد آئے

وہ یاد آئے تو اصحاب و اہل بیت ان کے
وہ جن کی چاند تھیں پیشانیاں وہ یاد آئے

میں ان کی یاد لئے جا رہا ہوں دنیا سے
نہیں ہیں نزع کی یہ ہچکیاں وہ یاد آئے

امین ان کے غلاموں میں ہے خیال رہے
خدا سے میں نے دعا کی جہاں وہ یاد آئے

حافظ محمد ظہور الحق ظہور اسلام آباد

ساقیِ کوثر (صلی اللہ علیہ وسلم)

تجھ سا نہ کوئی اے شہِ خوباں نظر آیا — خود حسن ترے حسن پہ نازاں نظر آیا

واللیل ترے گیسوئے مشکیں کی قسم ہے — والشمس ترا روئے درخشاں نظر آیا

تو سارے جہانوں کے لئے رحمتِ حق ہے — تو سب سے بڑا محسنِ انساں نظر آیا

اعداء بھی ترے صدق و امانت کے ہیں قائل — شاہد ترے اخلاق پہ قرآں نظر آیا

جب حق و صداقت کا علَم تو نے اٹھایا — سب لشکرِ طاغوت پریشاں نظر آیا

ہے فرش سے تا عرش ترا ذکرِ مقدس — تو باعثِ تزئینِ گلستاں نظر آیا

تکمیل نبوت کی ہوئی تیرے ہی دم سے — دربار ترا منبعِ احساں نظر آیا

تو بندۂ کامل ہے، تو انسانِ مکمل — تو عظمتِ انساں کا نگہباں نظر آیا

تو شافعِ محشر ہے، تو ہے ساقیِ کوثر — تو سارے رسولوں میں نمایاں نظر آیا

ہو ختمِ نبوت کی قبا تجھ کو مبارک — تو تاجورِ کشورِ ایماں نظر آیا

عالم ہے ترے نورِ نبوت سے منور — ہر ذرہ ترے فیض سے تاباں نظر آیا

ہے شان تری اُس سے کہیں ارفع و اعلیٰ — جو لفظ تری شان کے شایاں نظر آیا

چمکا ہے ظہور! اپنے مقدر کا ستارا
اب ذکرِ نبی زیست کا عنواں نظر آیا

مسئلہ ختم نبوت
علم و عقل کی روشنی میں
(مولانا محمد اسحق سندیلوی = ۲۵/ روپے

دعوت حق
قادیانیوں کو دعوت اسلام
(علامہ محمد عبداللہ) = ۲۵/ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکیں اللہ اللہ ' مکاں اللہ اللہ

جمالِ محمد کی شاں ' اللہ اللہ فِدا اس پہ کون و مکاں اللہ اللہ
کمالِ محمد عرب سے عجم تک ہے چمکا زماں دَر زماں اللہ اللہ
یہ فصلِ بہاراں انہی کے ہے دم سے ہے ہر گل میں اُن کا گماں اللہ اللہ
ہے خلدِ بریں ان کا روضہ جہاں میں مکیں اللہ اللہ ' مکاں اللہ اللہ
زمیں سے گئے جب وہ عرشِ بریں تک بچھی نُور کی کہکشاں اللہ اللہ
کھلا ہے یہ معراج سے راز سب پر ہے ہر راز ان پر عیاں اللہ اللہ
بڑی تلخیاں دُشمنوں سے ملیں تھیں مگر ان کی شیریں زباں اللہ اللہ
جو قدموں میں ان کے ملے جا کے راحت نہیں ہو سکے وہ بیاں اللہ اللہ
عجب کیف و مستی ہے روضے پہ ان کے ہجومِ غمِ عاشقاں اللہ اللہ
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ سب نبوّت کے یہ رازداں اللہ اللہ
صحابہؓ نے اپنے لہو سے جو لکھی عزیمت کی وہ داستاں اللہ اللہ
انہی کا ہے صدقہ جبھی کر رہے ہیں زمیں اللہ اللہ زماں اللہ اللہ

حبیبؐ ان پہ ایماں کا ہے یہ تقاضا
ہو ہر وقت وِردِ زباں اللہ اللہ

از ابنِ انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مدظلہٗ
مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد

سید عطاء المحسن بخاری

تجلیوں کو عام کر مثالِ کوہِ طور بن

جہاں کے بت کدے میں تو جسور بن غیور بن
جہاں کے سارے بت گرا کے بت شکن ضرور بن
یہ سارے بت فرنگیوں کے سائے میں ڈھلے ہوئے
یہ سارے بت یہودیوں کی گود میں پلے ہوئے
یہ سفلہ و خبیث ہیں یہ رذل و خسیس ہیں
مثالِ مشرکین ہیں دغم کے دسیس ہیں
بتوں کے اس جہان میں وہ زلزلہ بپا کرو
جہاں، جہاں ہو بتکدہ وہ بتکدہ فنا کرو
تجلیاں اگر کہیں ہیں راہ میں رکی ہوئی
تجلیوں کو عام کر مثالِ کوہِ طور بن
مشقتوں کی راہ میں تو پیکرِ سرور بن
نبی کے راستے پہ چل، صبور بن شکور بن

ناگریاں ۲۷ اکتوبر ۹۳ء ظہیرۃ الخمیس

نمائندہ خصوصی

مجلس احرار اسلام مجاہدین کشمیر کی ہر طرح سے امداد کرے گی

حکومت افغانستان کے ساتھ اپنے دینی سیاسی، تجارتی اور اقتصادی تعلقات مستحکم کرے

7 ستمبر کو ملک بھر میں یوم تحفظ ختم نبوت منایا جائے گا

مسجد احرار چناب نگر میں مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۱، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۶، جون ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ بعد از ظہر جامع مسجد احرار چناب نگر میں مرکزی نائب امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے ارکان شوریٰ نے شرکت کی۔ اجلاس میں ملک کی سیاسی و اقتصادی صورتحال اور موجودہ بحرانی کیفیت کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ لائحہ عمل اور حکمت عملی طے کی گئی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے نظریاتی اور اسلامی تشخص کی بقاء کے لئے منظم جدوجہد شروع کی جائے گی اور امریکہ و یورپ کی ثقافتی یلغار کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنے کے لئے ملک گیر سطح پر اجتماعات منعقد ہوں گے جب کہ سیکولر لابیوں، قادیانیوں، اور این جی اوز کی ریشہ دوانیوں سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی اجلاس میں طے کیا گیا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے دن ۷۔ ستمبر کو لاہور سمیت تمام بڑے شہروں میں "یوم تحفظ ختم نبوت" منایا جائے گا اور قادیانیوں کے دجل و تلبیس سے آگاہی کے لئے وسیع پیمانے پر لٹریچر شائع کیا جائے گا۔ ۷، ستمبر کی شام سب سے بڑا اجتماع دفتر احرار لاہور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے منعقد ہو گا۔ اجلاس کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ کارگل میں برسر پیکار مجاہدین پاکستان کے تحفظ و سلامتی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ مجاہدین کی اخلاقی امداد کے ساتھ ساتھ افرادی قوت کی فراہمی حکومت پاکستان کی اوّلین ذمہ داری ہے تاکہ [illegible]زادی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ استعماری قوتیں اپنے مفادات کی جنگ کشمیر میں لڑنا چاہتی ہیں اجلاس میں واضح کیا گیا کہ اگر حکمرانوں نے مسئلہ کشمیر پر کسی سودے بازی کی کوشش کی تو مجلس احرار ملک گیر تحریک چلائے گی جس طرح مجلس احرار نے ۱۹۳۱ء میں ڈوگرہ راج کے خلاف پہلی عوامی تحریک چلا کر کشمیر میں تحریک آزادی کی بنیاد رکھی تھی۔ اجلاس میں امریکہ کے منافقانہ طرز عمل کی شدید مذمت کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کیا گیا کہ امریکہ اپنے مفادات کے پیش

نظر کشمیری مسلمانوں کے قتل عام پر بھارت پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی بجائے الٹا پاکستان کو جس انداز میں دھمکانے میں مصروف ہے وہ نہ صرف قابلِ مذمت بلکہ ناقابلِ قبول ہے۔ حکومت پاکستان کو دو ٹوک اور ناقابلِ لچک موقف کا اظہار کر کے پاکستان کی خود مختاری اور آزاد ملک ہونے کا ثبوت دینا چاہیے۔ اجلاس نے افغانستان میں طالبان کے موقف کی مکمل حمایت کی اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کی امارت شرعیہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک عظیم مثال ہے۔ عالم اسلام، امریکہ و برطانیہ کی اطاعت کرنے کی بجائے امارت اسلامی افغانستان کی تقلید کرے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ افغانستان کے ساتھ اپنے دینی، تجارتی اور اقتصادی تعلقات کو مستحکم کرنے اور جنوبی ایشیاء میں مضبوط اور پائیدار امن کے قیام کے لئے اپنا خاطر خواہ کردار ادا کرے۔

اجلاس نے نفاذِ شریعت کے مسئلہ پر حکومت کی مایوس کن کارکردگی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسے حکومت کی وعدہ خلافی اور منافقت سے تعبیر کیا اجلاس میں مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل در آمد کرایا جائے۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے آئین کی دفعہ ۲۹۵۔ سی میں ہر گز کوئی ترمیم نہ کی جائے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے یادگاری ڈاک ٹکٹ منسوخ کئے جائیں۔ مجیب الرحمن قادیانی کی بطور پبلک پراسیکیوٹر تعیناتی واپس لی جائے اجلاس میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا انیس الرحمن، چوہدری ظفر اقبال ایڈووکیٹ پروفیسر خالد شبیر احمد، صوفی محمد اسحٰق، حکیم عبدالغفور جالندھری، مولانا فقیر اللہ، غلام ربانی، مولانا محمد مغیرہ، حافظ گوہر علی، حافظ محمد اشرف، ڈاکٹر عبدالحمید، ڈاکٹر شاہد محمود بٹ، ملک محمد یوسف، صوفی عبدالشکور، ڈاکٹر منظور احمد، صوفی محمد علی، ماسٹر محمد یٰسین، محمد عمر فاروق اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

ردِ مرزائیت میں اہم کتابیں

تضاداتِ مرزا قادیانی

(مولانا مشتاق احمد) = ۳۵ روپے

اسلام اور مرزائیت... تقابلی مطالعہ

(علامہ محمد عبداللہ) = ۱۵ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

نمائندہ نقیب

■ افغانستان کی امارت شرعیہ پورے عالم کے لیے مشعل راہ ثابت ہو گی

■ قادیانی اسلام قبول کرلیں یا اپنے مذہب کی شناخت الگ قائم کر لیں

■ حکمران ۲۹۵ سی کو غیر مؤثر کرنے کا خیال دل سے نکال دیں

■ اسلام اس دھرتی کا مقدر ہے آخر کار جمہوریت سمیت تمام کافرانہ نظام ناکام ہوں گے

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مسجد احرار چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام اکیسویں سالانہ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے مرکزی نائب امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مرکزی ناظم نشر واشاعت محترم عبداللطیف خالد چیمہ، مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، محترم چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، مولانا محمد یوسف احرار، مولانا محمد زبیر عابد، مولانا فیض الرحمٰن، حافظ کفایت اللہ اور دیگر مقررین کا خطاب

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ۲۱ ویں سالانہ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷، جون ۱۹۹۹ء، بروز اتوار ۱۱ بجے دن جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ملک بھر سے مجاہدین ختم نبوت بڑی تعداد میں قافلوں کی شکل میں شریک ہوئے۔ کانفرنس کے مقررین نے کہا ہے کہ حکومت امتناعِ قادیانیت کے قانون پر عمل در آمد کی صورتحال کو یقینی بنائے اور ۲۹۵-سی میں ترمیم کا خیال دل سے نکال دے، مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں کوئی بیرونی دباؤ ہر گز خاطر میں نہ لایا جائے، قوم کو عملی جہاد کے لئے تیار کیا جائے اور حکمران جہاد کے منکرین قادیانیوں اور یوسف کذاب جیسے فتنوں کی سرپرستی چھوڑ دیں۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے "ایوانِ محمود" کے سامنے شرکاء جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری امت کی تمام مشکلات کا حل سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے اسلام اس دھرتی کا مقدر ہے آخر کار جمہوریت سمیت تمام کافرانہ نظام ناکام ہوں گے۔ اور اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مشن کی صدائے باز گشت ہے ہم مرتدین کے لئے ننگی تلوار ہیں اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرا کے ہی دم لیں

گے مرزائی کلمہ اسلام پڑھ لیں یا پھر اپنے مذہب کی الگ شناخت قائم کریں اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ وقت قریب ہے جب افغانستان کی طرح پاکستان میں بھی اسلام کا غلبہ ہوگا۔ افغانستان کا انقلاب مکمل اسلامی انقلاب ہے۔ جس نے جہالت، کفر و شرک اور دہریت کو جہاد کی قوت و برکت سے تباہ کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی حکومت صحیح معنوں میں اسلامی حکومت ہے۔ بیس لاکھ افغانوں کی قربانی صرف اور صرف اسلام کے لئے تھی اور آج افغانستان کے شہداء اسلام کا سہانا خواب شرمندۂ تعبیر ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی امارت شرعیہ پورے عالم اسلام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

کشمیری مجاہدین پاکستان کے تحفظ و بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں

(مولانا محمد اسحق سلیمی مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)

این جی اوز پاکستان کے اسلامی تشخص کو تباہ کر رہی ہیں۔ یوسف کذاب کی رہائی سرکاری فیصلہ ہے

(عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام)

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحاق سلیمی نے کہا کہ منکرین ختم نبوت اسلام اور وطن کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ حکمران دینی طور پر بے حس ہو چکے ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے ساتھ بے وفائی کرنے والوں کا حشر اچھا نہیں ہوگا۔ کارگل میں برسرپیکار مجاہدین پاکستان کے تحفظ و سلامتی کی جنگ لڑ رہے ہیں مجاہدین کی اخلاقی امداد کے ساتھ ساتھ افرادی قوت کی فراہمی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ سفارتی سطح پر حکومت یہ کیس خراب کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ نفاذ شریعت کے مسئلہ پر حکومت کی کارکردگی انتہائی مایوس کن اور منافقت پر مبنی ہے۔

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ نبوت میں نقب لگانے والے قادیانی کشمیر میں انڈیا کے لئے مخبری کر رہے ہیں دین حق کے نفاذ کے لئے قربانی دینا ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ حکومت اسلام اور ختم نبوت کے خلاف گستاخ زبانوں کو لگام دے۔ انسانی حقوق کے نام پر قوم کو کنجر کلچر کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور تمام اخلاقی اقدار تباہ کی جا رہی ہیں۔ ختم نبوت کے کارکن پوری دنیا میں قادیانی نظریات کو عیاں کر کے ان کے حربوں کو ناکام بنا رہے ہیں۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے اقصیٰ چوک پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کذاب یوسف اور گوہر شاہی جیسے فتنے حکومت کی کمزور مذہبی پالیسیوں کا نتیجہ ہیں۔ یوسف کذاب کی رہائی عدالتی نہیں سرکاری فیصلہ ہے۔ این جی اوز پاکستان کے اسلامی اور نظریاتی تشخص کو تباہ کر رہی ہیں مرزا طاہر کا یہ کہنا کہ "میں پاکستان نہ

چھوڑتا تو ساری دنیا خلافت سے محروم رہ جاتی" انتہائی مضحکہ خیز ہے انہوں نے کہا کہ مرزا طاہر میں جرأت ہوتی تو پاکستان سے فرار ہونے کی بجائے یہاں رہ کر ہمارا مقابلہ کرتا اب وہ اپنے سامراجی آقاؤں کی گود میں فیڈر سے دودھ پی رہا ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ہم کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ہماری منزل حکومت الہیہ کا قیام ہے اور تبلیغ و جہاد ہمارا راستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف اقتدار بچانے کی بجائے ملک کے استحکام کی فکر کریں اور امریکہ کی مداخلت کے سامنے بند باندھیں۔

○ نبوت میں نقیب لگانے والے قادیانی کشمیر میں انڈیا کے لئے مخبری کرتے ہیں

○ میڈیا ملک میں "کنجر کلچر" کو فروغ دے رہا ہے۔ اخلاقی اقدار کو تباہی سے بچایا جائے اور گستاخوں کو لگام دی جائے۔ (سید محمد کفیل بخاری)

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ مرزائی اپنی متعینہ اسلامی و قانونی حیثیت کے دائرے میں رہیں تو محاذ آرائی کی موجودہ صورتحال تبدیل ہو سکتی ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ انتظامیہ چناب نگر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کی علانیہ خلاف ورزیوں کا فوری نوٹس لے۔

چوہدری ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے کہا کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کو کسی پیشگی انکوائری سے مشروط کرنے کا مطلب دراصل قانون کو کمزور کرنے کی

○ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی و قانونی حیثیت میں رہیں تو محاذ آرائی کی صورت حال تبدیل ہو سکتی ہے۔ (مولانا محمد مغیرہ)

کوشش ہے اور اقلیتی و انسانی حقوق کے نام پر ہونے والی ایسی کوئی سازش ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کانفرنس سے مولانا احمد چاریاری، مولانا عبدالواحد مخدوم، قاری محمد ادریس، مولانا فیض الرحمن، قاری محمد یوسف احرار، حافظ کفایت اللہ، حافظ محمد اکرم، حسین اختر، محمد شریف ماہی، مولانا محمد زبیر عابد اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ نماز ظہر کے بعد جامع مسجد احرار چناب نگر سے حسب سابق سرخ پوش احرار رضاکاروں اور مجاہدین ختم نبوت کا فقید المثال جلوس روانہ ہوا۔ شدید گرمی کے

توہینِ رسالت کے مرتکب کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کو کسی پیشگی انکوائری سے مشروط کرنے کا مطلب قانون کو عملاً غیر مؤثر کرنا ہے۔ ہم ایسی ہر سازش ناکام بنادیں گے۔
(چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ)

باوجود ہزاروں لوگ جلوس میں شریک تھے۔ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر، اسلام، پاکستان، ختم نبوت زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد، فرما گئے یہ بادی لانبی بعدی، کشمیر بنے گا پاکستان، جیسے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے جلوس کے شرکاء نہایت پرامن اور منظم انداز میں جب اقصیٰ چوک پہنچے تو عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے جلوس سے خطاب کیا اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی جب کہ ایوانِ محمود پہنچ کر جلوس بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا جہاں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحاق سلیمی اور سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے مقاصد اور مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالی بعد ازاں لاری اڈہ پہنچ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حافظ محمد ثاقب کی دعا کے ساتھ جلوس پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ انتظامی افسران اور پولیس ہمراہ تھی جب کہ احرار گارڈز کے حفاظتی دستوں نے بھی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے تاہم کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جلوس کے گزرنے والے راستوں اور بازاروں کی دکانیں قادیانیوں نے بند کر لی تھیں تاہم قدرے فاصلے پر کھڑے کئی جگہوں پر قادیانی بھی جلوس کو دیکھ رہے تھے۔ متعدد قادیانیوں نے بھی قائدین احرار کی تقریریں توجہ سے سنیں۔

بقیہ از ص ۴۲

شرکت کی۔

۲۵، جون دوپہر ملتان واپسی اور دار بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ سے خطاب۔ بعد العشاء محترم صوفی محمد اسحٰق، مولانا فقیر اللہ، جناب صوفی نذیر احمد صاحب اور سردار عزیز الرحمن سنجرانی کی رفاقت میں چناب نگر روانہ ہوئے اور ۲۶، جون کو بعد از ظہر مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی۔

۲۷، جون سیرت کانفرنس چناب نگر کے جلسہ و جلوس دونوں میں خطاب۔

۲۸، جون رات کو ملتان واپسی، ۲، جولائی دارِ بنی ہاشم میں خطبہ جمعہ

۶، جولائی مدرسہ معمورہ جہانیاں کا دورہ۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی مصروفیات

ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

امیر احرار، ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ تین ماہ قبل شدید علیل ہو گئے تھے۔ وہ ۱۱، اپریل سے ۱۷، جون ۱۹۹۹ء تک مرکزی دفتر مجلس احرارِ اسلام لاہور میں مقیم رہے اسی دوران ۲۸، اپریل تا ۱۲، مئی شالامار ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج رہے۔

۱۸، جون کو سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ ملتان تشریف لے آئے۔ احباب کی دعاؤں سے اب ان کی صحت پہلے سے بہتر ہے اور علاج جاری ہے۔

لاہور میں قیام کے دوران مختلف رہنما اور کارکن ان کی عیادت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ حضرت شاہ جی کی مجالس نہایت علمی و ادبی ہوئی ہیں۔ جن سے حاضرین مجلس استفادہ کرتے ہیں اور حظ اٹھاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں مجلس علماء اہل سنت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالکریم ندیم اور قاری جمیل الرحمن اختر صاحب تشریف لائے اور کافی دیر تک دینی و علمی مسائل پر حضرت شاہ جی مدظلہ سے گفتگو کرتے رہے۔ محترم حکیم محمود احمد ظفر صاحب مدظلہ سیالکوٹ سے جتنی مرتبہ لاہور آئے تو حضرت شاہ جی سے ملاقات کے لئے دفتر احرار بھی تشریف لائے۔

۲، جون ۱۹۹۹ء بروز بدھ بعد العصر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر کے ڈائریکٹر، ممتاز عالم اور محقق ڈاکٹر علامہ خالد محمود دامت برکاتہم حضرت امیرِ احرار کی عیادت کے لئے دفتر احرار تشریف لائے۔ حضرت علامہ تقریباً ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے اور متفرق مسائل پر اظہارِ خیال فرماتے رہے۔ اس گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"سب سے پہلے آپ کو مجلس احرارِ اسلام کے نئے مرکزی دفتر کے قیام پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ لاہور میں احرار کو متحرک کرنے کی ضرورت بھی تھی جسے آپ نے پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے" (آمین)

شاہ جی، آپ کو دیکھ کر امرتسر سے لاہور تک کا سارا زمانہ یاد آ رہا ہے۔ شخصیات اور واقعات و مشاہدات میری آنکھوں کے سامنے سے گزر رہے ہیں۔ میں ڈیڑھ سال بعد برطانیہ سے واپس آیا ہوں اور چند روز قیام کے بعد واپس لوٹ جاؤں گا۔ برطانیہ میں قیام کے اس عرصہ میں دو مرتبہ حجازِ مقدس بھی گیا اور قادیانیوں کے تعاقب میں جنوبی افریقہ کے اسفار بھی پیش آئے۔ واضح رہے کہ جنوبی افریقہ کی

اعلیٰ عدالت نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے رکھا ہے۔ قادیانی دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے یہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں اور علماء حق ان کے تعاقب میں یہاں بھی پہنچے ہیں۔

حضرت علامہ خالد محمود نے بتایا کہ ساؤتھ افریقہ میں مرزائیوں سے مناظرہ ہو گیا میں جب مناظرہ کی جگہ پہنچا تو مرزائیوں نے ایک بینر پر مرزا قادیانی کی یہ عبارت لکھ کر آویزاں کر دیا کہ "میں دنیا کے کناروں تک تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا"

حضرت علامہ فرماتے ہیں میں نے فوراً ایک بینر تیار کرایا اور اس پر یہ عبارت تحریر کرائی "مرزا قادیانی کے پیروکار جہاں بھی پہنچیں گے میری جماعت کے کارکن وہیں وہیں ان کا تعاقب کریں گے"
(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

میں نے جونہی یہ بینر آویزاں کیا مرزائیوں کے چہرے زرد پڑ گئے۔ میں نے کہا کہ ہمارے قائد سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے وہ کبھی یہاں نہیں آئے لیکن ان کی جماعت کے کارکن مرزائیوں کے تعاقب میں یہاں اور ہر جگہ موجود ہیں۔ جب کہ تمہارے مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں ناکام ہوئی ہیں۔

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ کے بقول مرزائی اس گفتگو سے ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ مناظرہ سے فرار ہو گئے۔

دورانِ گفتگو حضرت علامہ نے فرمایا:

جماعت بنانا اور کارکن پیدا کرنا اجتماعی زندگی میں بہت دشوار عمل ہے۔ یہ صفت بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس صفت سے متصف تھے۔ انہوں نے ایثار پیشہ اور بہادر کارکنوں کی جماعت "مجلس احرار اسلام" بنائی اور بے پناہ کارکن پیدا کئے۔ اس کی بنیادی وجہ قائد کی کارکنوں سے محبت اور شفقت تھی۔ آج احرار کے وہی کارکن مختلف دینی جماعتوں کا بنیادی اثاثہ ہیں۔ نئے کارکن پیدا نہیں ہو رہے۔ شاہ جی میں بات کو برداشت کرنے کا حوصلہ بھی تھا اور عمل کی استقامت بھی تھی۔ آج کی دینی جماعتوں اور ان کے قائدین میں ان صفات کا فقدان ہے اسی لئے کارکن پیدا نہیں ہو رہے۔ مجلس احرار اسلام واحد جماعت ہے جس نے مرزائیت کے خلاف اجتماعی قوت سے کام کیا اور عوامی سطح پر مضبوط محاسبہ کیا۔ محاسبہ قادیانیت کی جدوجہد کا حقیقی سہرا احرار کے سر ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے بعد

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کو "مجلس تحفظِ ختم نبوت" کے نام سے الگ حیثیت اور جماعت کی صورت دے دی۔ حضرت امیر شریعت کی شخصیت، احرار کے کارکن اور احرار ہی کے وسائل ان کے کام آئے۔ اگر وہ نئے سرے سے کوئی الگ جماعت بناتے تو مجلس کو جو حیثیت آج حاصل ہے وہ نہ ہوتی۔ اس لئے کہ مولانا کو سب کچھ مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے بغیر کسی محنت کے مل گیا۔ رہنما، کارکن، وسائل اور لٹریچر سب کچھ احرار کا تھا۔ الحمدللہ آج ردّقادیانیت کے محاذ پر احرار اور تحفظِ ختم نبوت دونوں سرگرم عمل ہیں اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ان کی جماعت کے ایثار و خلوص کا نتیجہ ہے۔

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ دیر تک گفتگو فرماتے رہے اور سامعین ہمہ تن گوش رہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی سے رکھے اور دین حق کی خدمت کے لئے ان کے وجود کو نافع بنائے اور قبول فرمائے (آمین)

۱۵، جون ۱۹۹۹ء کو جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد صاحب، حضرت شاہ جی کی عیادت کے لئے دفتر احرار تشریف لائے۔ انہوں نے پرخلوص دعاؤں اور محبت کا اظہار فرمایا۔ محترم حافظ رشید احمد صاحب اور دیگر احباب ان کے ہمراہ تھے۔ اگلے روز جمعیت علماء اسلام لاہور کے رہنما محترم مولانا محب النبی صاحب بھی احباب کے ہمراہ تشریف لائے اور دیر تک دفتر احرار میں رہے۔ حضرت شاہ جی کی عیادت اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے ملاقات کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مبلغین مولانا خدا بخش، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور مولانا عزیز الرحمن ثانی بھی لاہور دفتر میں تشریف لائے اور حضرت شاہ جی کی عیادت کی۔

مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ یکم جولائی ۱۹۹۹ء کو دارِ بنی ہاشم ملتان تشریف لائے اور حضرت شاہ جی کی عیادت کی وہ دیر تک اکابر کے واقعات سناتے رہے اور مختلف موضوعات پر حضرت شاہ جی سے تبادلۂ خیالات فرماتے رہے۔

حضرت امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے سے بہت بہتر ہے اور وہ دارِ بنی ہاشم ملتان میں ہی قیام پذیر ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ حضرت کی مکمل صحت یابی کے لئے دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ

مرکزی ناظم نشریات مجلس احرارِ اسلام پاکستان

۴ جون کو عبداللطیف خالد چیمہ چیچہ وطنی سے لاہور گئے اور دفتر مرکزیہ میں امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی خدمت میں رہے حضرت شاہ جی سے جماعتی امور پر ہدایات لیں اور تنظیمی سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۵ جون کو پروفیسر شاہد کاشمیری کی رفاقت میں گکھڑ منڈی ایک عزیز کی تقریب میں شرکت کے بعد حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضری دی اور حضرت سے دعائیں لینے کے بعد واپسی پر گوجرانوالہ میں احرار کارکن جناب محمد عمر فاروق سے ملاقات کی اور ان کے چچا اور پھوپھی صاحبہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا بعد ازاں ماہنامہ "الشریعہ" کے مدیر اور مولانا زاہد الراشدی کے فرزند جناب محمد عمار خاں ناصر سے ملاقات کے بعد شام کو دفتر مرکزیہ لاہور پہنچ گئے اور یوسف کذاب کی ضمانت منظور ہونے سے پیدا شدہ صورتحال پر غور و خوض ہوا اس بابت حضرت شاہ جی اور دیگر احباب جماعت سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۶ جون سارا دن دفتر مرکزیہ میں قیام کے دوران احباب جماعت لاہور سے تنظیمی امور پر گفتگو اور دفتری نظام کی بہتری کے لئے حضرت شاہ جی مدظلہ سے صلاح مشورے کئے۔

۷ جون کو حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم چیچہ وطنی تشریف لائے اور محترم رانا عبدالرؤف صاحب کی ضیافت میں شرکت کی۔ احباب جماعت بھی شریک تھے۔

۱۰ جون کو مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحاق سلیمی اور سید محمد کفیل بخاری چیچہ وطنی آئے اور دفتر میں قیام کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ سے تنظیمی صورتحال پر تبادلہ خیال ہوا اور ۱۲ ربیع الاول کو چناب نگر میں جلوس اور کانفرنس کے حوالے سے انتظامات پر غور و خوض کیا۔

۱۸ جون کو بعد نماز جمعۃ المبارک دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی میں اراکین و معاونین کا اجلاس صدر، خان محمد فضل صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی و جماعتی امور کے علاوہ مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم کی ابتدائی تعمیر کے کام کا جائزہ لیا گیا اور کام پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں آٹھ رکنی تعمیراتی کمیٹی کی بھی توثیق شامل تھی۔

۲۲ جون کو مجلس احرار اسلام کے سابق ناظم شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مولانا قاری عبدالحئی عابد چیچہ وطنی تشریف لائے اور خالد چیمہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ آپ دفتر احرار بھی گئے اور مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی تعلیمی و تحریکی کارکردگی کو سراہا۔

۲۳ جون کو خالد چیمہ لاہور گئے، دفتر مرکزیہ میں سید محمد کفیل بخاری سے ربوہ کے اجتماع سمیت دیگر امور پر صلاح مشورے اور احباب لاہور سے ملاقات۔

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(مرکزی نائب امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

۱۴۔ جون کو چناب نگر سے لاہور پہنچے اور ۱۹۔ جون تک دفتر احرار میں قیام فرمایا۔ اس دوران لاہور شہر کے مختلف علاقوں میں قائم جماعت کے یونٹس کا دورہ کیا۔ حباب و کارکنان سے ملاقات کر کے انہیں تنظیمی عمل تیز کرنے کی ہدایات دیں۔

۲۰۔ جون کو واپس چناب نگر تشریف لے گئے۔

۲۶۔ جون کو سالانہ سیرت کانفرنس چناب نگر کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

۴۔ جولائی کو فیصل آباد کے احرار کارکنوں سے ملاقات کر کے ملتان پہنچے۔

۸۔ جولائی کو بخاری مسجد اوکاڑہ میں بعد نماز عشاء سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر منعقدہ جلسہ سے خطاب فرمایا۔

۹۔ جولائی کو حضرت مولانا قاری عبدالغنی عابد مدظلہ کے ہاں مدنی مسجد غازی آباد لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۱۰۔ جولائی بعد از عشاء جامع مسجد خضری چہڑ اڈہ لاہور میں اجتماعِ سیرت سے خطاب۔

سید محمد کفیل بخاری

۱۳۔ جون کو مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ کی رفاقت میں ملتان سے لاہور پہنچے۔ ہفتہ بھر دفتر احرار میں قیام رہا اور حضرت امیر مرکزیہ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اور مرکزی ناظم اعلیٰ سے تنظیمی امور پر مسلسل مشاورت جاری رہی۔

۱۸۔ جون کو حضرت امیر مرکزیہ کی رفاقت میں لاہور سے ملتان پہنچے۔ دار بنی ہاشم میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب۔

۲۳۔ جون کو ملتان سے لاہور پہنچے۔ مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ بھی چیچہ وطنی سے لاہور پہنچے۔

۲۳۔ جون کو ممتاز قانون دان جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ کی دعوت پر ''تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی'' کے زیر اہتمام ایک تقریب میں شرکت اور خطاب۔ یہ تقریب بعد العصر لٹن روڈ پر واقع ہمدرد سنٹر میں منعقد ہوئی۔ جس میں مجلس احرار اسلام کی نمائندگی جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور محترم میاں محمد اویس نے کی جب کہ دیگر دینی جماعتوں کے نمائندوں نے بھی

بقیہ ص ۳۷ پر

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج

متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط

صدر و وزیراعظم پاکستان بھی متوجہ ہوں

ایک حالیہ اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ علماء بورڈ کے ایک اجلاس میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے کہ وہ کفر کا فتویٰ لگانے والوں کو ۱۴ سال قید کی سزا دینے کے لئے قانون سازی کرے۔ اس اقدام کا مقصد بظاہر مسلمانوں کے درمیان بڑھتی ہوئی منافرت کو روکنا بتایا گیا ہے لیکن یہ سفارش اس قدر مبہم ہے کہ اس سے گوناگوں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک مستقل قانون کی ضرورت ہے جس کی موجودگی میں سیاسی اور ذاتی مفاد کے حصول کے لئے مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والوں کی کڑی گرفت ہونی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی دین کو بازیچہ اطفال بنانے والے باطل و الحادی قوتوں کے آلہ کاروں کے لئے بھی قرار واقعی سزا کا قانون ہونا چاہیے جو ملک کی دینی اور نظریاتی حدوں کو مسمار کرنے اور اس کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی مذموم سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔ وگرنہ پاکستان میں شرعی نظام کا مجوزہ نفاذ بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور مذہبی منافرت کا یہ خطرناک باب کھلا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ مفاد پرست علماء جو فروعی اختلافات کی بناء پر آئے دن ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں یقیناً سخت سزا کے مستحق ہیں لیکن وہ افراد اور ادارے جو باقاعدہ الحادی سازش کے تحت اپنی من گھڑت تاویلات اور باطل نظریات سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت کے مرتکب ہوں اور جو قرآن پاک کی معنوی تحریف کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ بنائیں یا دیگر اساسی ضروریات دین کا انکار کریں وہ کسی صورت میں بھی کفر و ارتداد کے فتویٰ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیئے جا سکتے اور نہ ہی ایسے حضرات جن کے خارج از اسلام ہونے پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے متحدہ علماء بورڈ کی مراد ہونے چاہیے۔

غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین وغیرہ کے کفر و ارتداد پر تمام مکاتب فکر کے علمائے امت کا متفقہ اجماع ہے جس کی روشنی میں ان حضرات کو کافر و مرتد قرار دینا کس طرح موجب سزا ہو سکتا ہے بلکہ ان کو کافر و مرتد نہ سمجھنا اور ان کے کفر و ارتداد کے بارے میں شک میں پڑنا بذات خود کفر ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن و سنت کے احکام و ضوابط کی نفی لازم آتی ہے۔ دنیا بھر میں قادیانیوں کو اور سعودی عرب، کویت، امارات، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، جنوبی افریقہ وغیرہ سے بزم طلوع اسلام کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین کو تقریباً ایک سزا جیسے

علمائے کرام کسی فروعی اختلافات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حضرات کے باطل و ملحدانہ افکار و نظریات اور دین کے مسلمہ کلیات کے انکار کی بناء پر تحریری طور پر کافر قرار دے چکے ہیں لہذا ایسی صورت میں اس اجماع امت کے کفر کے فیصلے کا انکار بذات خود ارتکاب کفر کا باعث ہوگا۔ جس کی وضاحت بہرحال متحدہ علماء بورڈ کو کرنی چاہیے۔

مزید یہ کہ بورڈ کے مطالبہ میں ابہام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے لندن اور پرویزیوں نے پاکستان، کویت اور کینیڈا میں کفر کا فتویٰ دینے والوں کو سزا دینے کی تجویز کا فوری خیر مقدم کیا ہے اور اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ اب ان کے مسلمہ کفریات کا طوق ان کے گلوں سے اترنے والا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ متحدہ علماء بورڈ کے اراکین اپنی سفارشات مرتب کرتے وقت پاکستان میں ان دو بڑے گروہوں کی متعین شدہ مذہبی حیثیت کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتے کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پابند قانون کیا جائے تا کہ مذہبی منافرت کے یہ چور راستے بھی بند ہوں۔ اور پاکستانی مسلمانوں میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں جو بے چینی اور جذباتی گھٹن پائی جاتی ہے وہ ختم ہو لیکن معلوم نہیں متحدہ علماء بورڈ نے ملک کے اندر مذہبی منافرت کو کلی طور پر ختم کرنے کے لئے اس کے مجموعی اسباب کو کیوں سامنے نہیں رکھا۔ سنی شیعہ علماء تو باہمی یک جہتی کی فضا کا راستہ ہموار کرنے کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں لیکن قادیانی و پرویزی تو بانگ دہل منبع نبوت کے انکار اور مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنے نام نہاد قرآنی فکر کو ہی حرف آخر سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنے مادی وسائل کے ساتھ اسلامیان پاکستان کو کفر و ارتداد کا شکار کرنے اور نظریہ پاکستان کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ کفر و اسلام کی تلبیس سے ملک کا اسلامی تشخص آہستہ آہستہ مٹا کر اسے منبع نبوت کے اس مقصد عظیم سے ہٹا دیا جائے جو اس کی قوت کا نکتہ ماسکہ ہے۔ اور پاکستان عالم اسلام کو متحد کرنے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قوت سے بھرپور قیادت فراہم کرنے کی جس جہادی راہ پر گامزن ہے یہود و ہنود اور نصاریٰ کے ایجنڈا پر کام کرنے والے قادیانی اور پرویزی اسے مختلف داخلی و خارجی مسائل میں الجھا کر اس کی روحانی و مادی قوت تحلیل کرنے کے درپے ہیں تا کہ پاکستان وہ راہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ لہذا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنے والوں کی نشاندہی اور ان کی غیر اسلامی حیثیت کا اصولی تعین نہ کرنا پاکستان دشمنی ہے نہ کہ پاکستان دوستی۔

متحدہ علماء بورڈ کے محترم اراکین کی یہ مذہبی اور قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی مذہبی اور

نظریاتی سرحدوں کی حفاظت سے ہرگز صرف نظر نہ کریں اور قادیانیوں اور پرویزیوں کی مسحور کن تاویلات اور ان کے دجل کے دھوکہ میں نہ آئیں اور اعلائے کلمۃ الحق کا حق کماحقہ ادا کرتے ہوئے باطل کو بانگ دہل باطل کہیں۔ اسلام و کفر کی تقسیم کسی کی ذاتی رائے یا صوابدید یا شخصی اصول وضوابط یا حکومتی قانون سازی کی پابند نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے منہج نبوت کو اس تقسیم و تفریق کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے ملت کو دو واضح گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر اور دونوں میں تعلقات کار کے لئے دو ٹوک قوانین و ضوابط بھی مرتب فرمائے ہیں۔ جن کی لازمی پابندی ہی سے اپنا اسلامی تشخص قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی تقسیم کو اپنی مصلحتوں کے تابع کرتے ہوئے کسی طرح کی قانون سازی درحقیقت قوانین الٰہیہ سے محاذ آرائی ہوگی۔ اور ملت اسلامیہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی۔ منہج نبوت کے بدترین مخالف۔ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت، جو قادیانیوں اور پرویزیوں پر مشتمل ہیں اور جن کے کفر و ارتداد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں اجماع امت قائم ہو چکا ہے کے بارے میں متحدہ علماء بورڈ کو اپنا موقف واضح کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ ابہام دور ہو جس کا فائدہ اٹھانے کے لئے یہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیوں کو ازسرنو مرتب کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں متحدہ علماء بورڈ کو مندرجہ ذیل گزارشات پیش کی جاتی ہیں

۱۔ فروعی اختلافات کی بناء پر کفر کے فتاویٰ پر پابندی لگائی جائے اور مرتکب افراد کو سزا دینے کے لئے موثر قانون بنایا جائے۔

۲۔ کفر کے ایسے فتاویٰ جات جن کا صدور ضروریات دین کے انکار اور اسلام کے اساسی احکامات کی مخالفت۔ تحریف اور باطل و ملحدانہ تاویل کے باعث لازم ہو ان کا راستہ روکنے کی بجائے ان کے بارے میں واضح موقف اختیار کیا جائے اور دین کو بازیچہ اطفال بنانے والوں اور اپنی آزادانہ رائے اور مرضی سے اس کا حلیہ بگاڑنے والوں سے دین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بندوبست کیا جائے۔ قانون سازی کرتے وقت اصول و فروع کا اختلاف ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۳۔ اجماع امت کے فیصلوں کو شرعی تحفظ دیا جائے اور اس کے مخالفین کو قانونی سزا دی جائے۔ بصورت دیگر آپ کی مجوزہ سفارشات کی روشنی میں قادیانیوں اور پرویزیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اور دونوں گروہوں کی طرف سے مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنے کے راستے کھل جائیں گے۔

۴۔ مجوزہ قانون ن ۔ ۔ ن ۔ن مسلمانوں میں گمراہی کا پھیلانا آسان ہو جائے گا۔ جب کہ یہ

حقیقت عیاں ہے کہ اس دور پرفتن میں آئے روز نت نئے فتنے اٹھتے رہتے ہیں جس سے ملک میں بے چینی اور ٹکراؤ کی فضا پیدا ہوتی رہتی ہے۔

۵۔ دشمنانِ اسلام اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شعائر اسلام کی بے حرمتی اور دین کا استہزاء کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس قانون کے ذریعے ایسے منافقین کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے فری ہینڈ حاصل ہو جائے گا۔

۶۔ اس قانون کی روشنی میں شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کا باب کھل جائے گا اور کئی سلمان رشدی، غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جس سے حالات کے مزید بگاڑ کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ اس مجوزہ قانون کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ ایک کافر کو کافر نہ کہا جائے ورنہ ۱۴ سال کی قید لازم ہو جائے گی یہ نظریہ ہی سراسر طاغوتی ہے اور سیکولرازم کے جراثیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ حالانکہ کفر و اسلام میں تفریق کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی گئی ہے اور اس کسوٹی پر خود باری تعالیٰ عزوجل نے دنیا بھر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ملت اسلامیہ اور ملت کفر۔ اور ہر ایک کے احکامات جدا ہیں۔ اس سے نکاح، وراثت، مساجد حرم میں داخلہ، باہمی تعلقات کی حدود وغیرہ متاثر ہوں گی جس سے کفر در کفر کی حالت پیدا ہو جائے گی۔

۸۔ مسلمانوں کی جہادی سپرٹ متاثر ہو گی اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی جس سے ملک میں آہستہ آہستہ اسلامی تشخص ختم ہوتا چلا جائے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین او رملت کی حفاظت اور اسلامی تشخص اور نسبت قائم رکھنے کے لئے کافروں کو دوست نہ بنانے اور ان کو اپنے بھید نہ دینے کا حکم دیا ہے اور ایسا قانون جو اسلام و کفر کے قرآنی احکامات سے تجاوز کرتا ہو فی نفسہ قابل مؤاخذہ ہو گا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ تو کافروں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجے اور ایمان اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے اور ہمارا مجوزہ قانون کافر کے کفر کو تحفظ مہیا کرے اور مسلمان کو کافر کے کفر سے بیزاری پر ۱۴ سال قید و جرمانہ کی سزا سنائے۔ یہ قوانین خداوندی کا استہزاء نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۱۔ مجوزہ قانون کے آئندہ امکانی اثرات سے کافر و ملحد اور مرتد ہونے والے مسلمانوں کے قبرستانوں میں مدفون بدستور ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کے علیحدہ قبرستانوں کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا۔

۱۲۔ کفار سے مراد یہود، ہنود، سکھ، عیسائی وغیرہ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمانوں میں سے بھی

ضروریات دین کا انکار کرے۔ دین اسلام کی بے سند تشریح کرے اور من گھڑت تحریف کرے۔ قرآن کے کسی حکم کا انکار کرے۔ فرمان رسالت شعائر اسلام کا استہزاء کرے۔ سنت کی حجیت کا انکار کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو کر زمرہ کفار یعنی ملت کفر میں شامل ہو جائے گا۔ اور اسلامی قانون کی رو سے مرتد کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اس کے لئے وہی احکامات ہوں گے جو دیگر کفار کے لئے مقرر ہیں اور اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ یہ کونسا قانون بنایا جا رہا ہے کہ جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے تو کفار قرار دیں لیکن اسے کافر کہنے پر ۱۴ سال قید کی سزا دی جائے ایسا اقدام تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا اور پاکستانی مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ لہٰذا یہ بہتر ہو گا کہ اس قانون کی شرعی تشریح کر کے علماء اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے مزید یہ کہ اس قانون کے سائے میں پاکستان میں وسیع پیمانے پر بلاروک ٹوک دجل پھیلے گا اور ارتداد کا راستہ کھل جائے گا اور پاکستان مزید فتنوں کا شکار ہو جائے گا۔

تجاویز:۔

۱۔ حکومت جو قانون سازی کرے اس میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے کیونکہ ان دونوں کے کفر پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔

۲۔ فرقہ واریت پر قابو پانے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ ارتداد کے پھیلانے والے مرتدین کی شرعی حد سزائے موت مقرر کی جائے تاکہ آئندہ کسی شخص کو شعائر اسلام کی بے حرمتی، ضروریات دین اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کا انکار یا قرآنی آیات کو جھٹلانے اور اجماع امت کے فیصلے کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے اور غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی شکل میں کوئی اور مرتد پیدا نہ ہو سکے۔

۳۔ قادیانی اور پرویزی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ ملحد جماعتیں ارتداد پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ یہ اپنا نام بدل کر کسی اور روپ میں اپنے دجل کو جاری رکھ سکتی ہیں لہٰذا صدر اور وزیر اعظم پاکستان اپنی شرعی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے قانون سازی کرتے وقت تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھیں تاکہ مذہبی منافرت کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ ارتداد کا بھی خاتمہ ہو۔ یہ آپ کا تاریخ ساز فیصلہ ہو گا اور سب کو قبول ہو گا۔

۴۔ قانون سازی کے لئے سنی اور شیعہ مؤقف میں توازن و مساوات لازمی ہے جس طرح "اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے" اسی طرح "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بالخصوص خلفائے راشدین۔ امہات المؤمنین سے بھی

فقیر لطیف پریشان

بنیاد پرستی

FUNDAMENTALISM

آج یہودی، اسرائیل اور امریکہ بنیاد پرستی کو جرم اور دہشت گردی قرار دیتے ہیں حالانکہ عالمی سیاست اور تاریخ کے ماہرین اعتراف کرتے ہیں۔ کہ امریکہ، اسرائیل اور یہود و ہنود، ان کے کاسہ لیس سب سے بڑے مگر انتہائی مکار و اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف مبینہ، مصدقہ دہشت گرد ہیں۔

دہشت گردی کیا ہے؟

یورپ کے مشہور عسکری مصنف بارڈ ... اپنی کتاب بغاوت اور دہشت گردی میں لکھتے ہیں "۱۹۶۹ سے ۱۹۸۵ تک کرۂ ارض پر بیک وقت میں ۲۰۰ سے ۸۰۰ تک گوریلا جنگیں لڑی جاتی رہیں۔ یہ گوریلا جنگیں گروہی تصادم یا ملکی سرمائے اور وسائل کی غیر منصفانہ بانٹ پر ہوئیں۔ یعنی اس ملک کے ارب پتی اور فاقہ کش آپس میں الجھ پڑے۔ ۱۹۵۰ سے ۱۹۶۰ تک کی جنگیں دیکھئے ۱۹۵۰ میں فلپائن، اسی سال کیوبا پھر لاؤس اور ویت نام میں۔ پھر اسلواڈور، گوئٹے مالا اور نکارا گوا میں انہیں مسائل کی بنیاد پر گوریلا جنگیں ہوئیں۔ جن میں لاکھوں انسان مارے گئے۔ کہانی تقریباً سب کی ایک ہی تھی۔ کہ پہلے وہاں چند آمروں کی حکمرانی تھی۔ جنہیں بڑے بڑے جاگیرداروں، مسلح افواج، نوکر شاہی کی سپورٹ حاصل تھی، یہ لوگ ملک کے تقریباً سب وسائل پر حاوی تھے اور اقتدار ان کی باندی بن چکا تھا۔ مسٹر اونیل لکھتے ہیں:

جہاں غیر ملکی کالونیاں تھیں اور غیر ملکی امرا وہاں پہ سرمایہ کاری اور تجارت کرتے تھے۔ مثلاً الجیریا، روڈیشیا، انگولا اور موزنبیق وہاں نیشنلسٹ گوریلوں نے اپنے اور غیر ملکیوں کے خون سے وطن عزیز کی دھرتی کو خون سے رنگ دیا۔ نصب العین ان نیشنلسٹ گوریلوں کا بھی وہی تھا یعنی ملک کی دولت و اقتدار میں جائز مقام حاصل کرنا اور حصہ دار بننا تھا۔

افغانستان میں اسلامی بنیاد پرستوں کی گوریلا جنگ خالصتاً مذہبی تھی ان کا مقصد براہ راست لادینی طاقتوں اور کمیونسٹ روس اور ان کے ایجنٹ برسر اقتدار طبقہ کو ختم کرنا تھا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ مسٹر اونیل آگے چل کر لکھتا ہے کہ

آج کشمیری مجاہدین وادیٔ کشمیر کو بھارتی جارحیت اور غلامی سے آزاد کرانے کی خاطر گوریلا جنگ کر رہے ہیں۔ ایک دن تاریخ عالم کے مؤرخین لکھنے پر مجبور ہونگے۔ کہ بھارتی افواج نے مقبوضہ کشمیر میں دہشت گردی اور بنیادی حقوق انسانی کو پامال کرنے کی انتہا کر دی اور کشمیری گوریلے جنگ

آزادی میں ہندو باسیوں کے ساتھ کسی اخلاق سوز حرکت کے مرتکب نہ ہوئے اور آزادی حاصل کر پائے یہ تاریخی الزام بھارتی فوج بھارتی قیادت اور بھارتی قوم کے ماتھے پر نمایاں کلنک بن جائے گا!!

برسبیل تذکرہ عرض کرتا چلوں کہ

راقم الحروف ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کا عینی شاہد ہے۔ اس وقت راقم الحروف باوردی فوجی تھا۔ اور مرحوم مشرقی پاکستان میں تعینات تھا۔ میں رب العالمین کو حاضر ناظر سمجھ کر لکھ رہا ہوں کہ

سقوط ڈھاکہ کے پس منظر یہ تھے۔

(۱) بنگالی مسلمان پیار کے بھوکے تھے ہم نے ان کے دکھ کو نہ جاننے کی حماقت کرتے ہوئے ان کی محبت اسلامی کی آبروریزی کی۔ ہمارے عمل کے خلاف ان کا ردعمل یہی تھا۔

(۲) جنرل (ر) ٹکا خان جیسے نالائق جرنیل کے اس قبیح اعلان دہشت گردی کہ قتل کرتے جاؤ بنگالیوں کو۔ ہمیں بنگالی نہیں۔ بنگال کی زمین چاہیئے

(۳) وہاں متعین فوج کے ۲۵٪ افسروں، جے سی اوز اور جوانوں کی مبینہ دہشت گردی، مذھبی بے راہ روی، خواتین کی آبروریزی، چوری، ڈاکے

(۴) بنیاد پرستوں کے بجائے نسلی بیرڑوں کو البدر والشمس جیسے اداروں میں کھپا کر آستین کے سانپوں کو خود پناہ دی اور مکمل طور پر آستین کے ان سانپوں جن میں ۲۵٪ قادیانی تھے خود پر مسلط کیا۔ جو مبینہ طور پر انڈیا کے تنخواہ دار جاسوس تھے!! (دیکھئیے صفدر محمود کی کتاب "پاکستان کیوں ٹوٹا۔)

(بریگیڈیئر صدیق کی کتاب میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا)

یورپی گوریلا اور مصنف کارلوس ماری گیلا لکھتا ہے کہ

کہ دھشت گردوں کو تب ہی کامیاب ہو سکتی ہے۔ اگر وہ مذہبی سیاسی، بحران کو عسکری بحران میں بدل دیں۔

ماری گیلا طویل تجربہ پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ

شہری دہشت گردوں کا فرض ہے کہ وہ حکومتی دفاعی ایجنسیوں کو شہروں کے اندر روکے رکھیں تاکہ دیہاتوں میں مذہب، سیاست آئین اور انسانیت کے خلاف گوریلا جنگ لڑی جاسکے۔ گوریلا جنگ کی کئی قسمیں ہیں۔ لٹریری جنگ، نفسیاتی جنگ، اعصابی جنگ قدامت پرستی کے خلاف زن، زر زمین کی جنگ"

ایک اور یورپی دھشت گرد گوریلا اور مصنف بنجمن یامولکھتا ہے کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بین

الاقوامی دہشت گردی اس وقت تک ختم نہیں ہو پاتی۔ جب تک بعض طاقتور حکومتیں ان کی سرپرستی کرنا چھوڑ نہیں جاتے۔

•

پاکستان کے صدارتی ایوارڈ یافتہ بنیاد پرست ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی اپنی کتاب

THE ZIONIST CONSPIRACY AGAINST PAKISTAN

میں امریکہ، روس، یہود، ہنود، اسرائیل اور قادیانیوں اور ان کے ہمدرد نام نہاد مسلمانوں کے غلیظ چہروں سے اسلامی درد رکھنے کا پرفریب آور جعلی نقاب اٹھا کر لکھتے ہیں کہ ان سپر پاورز کا پہلا ہدف عقیدۂ بنیاد پرستی ہے۔ میجر (ر) معین باری سابق ایم این اے اپنے مضمون پاکستان میں دہشت گردی مطبوعہ روزنامہ خبریں لاہور کی جمعہ نومبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں بھی یہی لکھتے ہیں۔ جو ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی کا نقطۂ نظر ہے

میجر (ر) محمد سعید ٹوانہ ستارہ جرأت، محمد صلاح الدین مرحوم، فاروق عادل نے بارہا مختلف اخبارات میں کھل کر لکھا ہے کہ غیر مسلم دہشت گردوں کا پہلا ہدف، پہلی نشانی مسلمانوں کا عقیدۂ بنیاد پرستی ہے۔

آج جو لبرل ازم کی وبا عام ہے سراسر منافقت ہے، جھوٹ ہے مکر ہے۔ خود عالم اسلام اور غیر ملکی کافروں کی فلاح ہی اسلامی بنیاد پرستی میں مضمر ہے۔

شخصیت پرستی اور خود پسندی توحید کی دشمن اور فرقہ پرستی قوم کے لئے زہر قاتل ہے (واضح کرتا چلوں کہ قادیانیت نہ فرقہ ہے نہ مذہبی گروہ، خالصتہً عقیدے کی دہشت گردی (ساختۂ برطانیہ) ہے) بنیاد پرستی ہی کی وجہ سے دربار رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمان مدعا علیہ کے بجائے یہودی مدعی کو انصاف ملتا ہے۔ لیکن یہودی اگر دہشت گرد ہے تو اس کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی تاریخ سے عیاں ہے۔ یہ تبلیغی قافلے یہ جعلی اسناد پہ بھرتی مُلّا بنیاد پرستی کی حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے وہ آپ اور مجھ جیسے گنوار اور دیہاتیوں کو کیا سمجھائیں گے۔

بنیاد پرستی و قدامت پرستی ہی حقیقی اسلام ہے۔ ایک بنیاد پرست مسلمان تو وہ انسان ہے۔ جو قوم، قبیلے نسل، ذات پات، رنگ، زبان، جغرافیائی حدود سے بالاتر ہو کر، ان سب کے خالق حقیقی اور اس کی وحدانیت پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور یوم آخرت پہ یقین رکھتا ہو۔ بنیاد پرستی مخلوق خدا تعالیٰ انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی حضور خاتم النبیین کے متعین کردہ حدود تک محبت رکھنے مگر حدود اللہ اور حدود الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عبور کرنے کے لئے اسلامی سزائیں دینے کے لئے بھی قہاری کی حد تک بے رحم ہو بنیاد پرستی حضرت علامہ اقبالؒ کی نظر میں صاف اور کھلا اعلان ہے کہ:

قہاری و جباری و غفاری و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

بنیاد پرستی ہر برائی سے پاک رہنے، اور ظلم کے خلاف صدائے حق اٹھانے کا نام ہے۔
پورا یورپ جانتا ہے کہ ان کے ذہین اور غیر متعصب دانشور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق سچا اور آخری نبی مانتے ہیں۔ کارلائل سے لے کر برٹینڈر رسل تک۔ گوتم بدھ سے لے کر دارا سنگھ تک (دیکھئے کتاب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر مسلم سوانح نگار تالیف ڈاکٹر محی الدین قاضی)

تو یورپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین تھے۔ اور ان کے امتی دفاع وطن کے لئے بنیاد پرست مسلمانوں کی ایجادات، نظریات اور وضع کردہ فارمولوں جسے یورپ چوری کر کے لے گیا کے تحت ایٹم بم بھی بنائیں گے، غوری بھی بنائیں گے یہ بنیاد پرستی کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ یورپ جو بھی نظام چلا رہا ہے۔ یہ بنیاد پرست مسلمانوں کی بھونڈی نقل ہے۔ میرے اپنے نقطۂ نظر میں مسلمان بنیاد پرست نہیں رہے۔ ڈش اور ننگی عورت زر اور زمین کی لالچ اور حرص نے اس کی قوت ایمانی کو زنگ آلودہ کر دیا۔ وگرنہ یورپ نہ بھولا ہو گا کہ بنیاد پرست صلاح الدین ایوبی نے انہیں مشرف بہ اسلام کر کے ان پر کتنا عظیم احسان فرمایا۔

آج جس یورپ اور ان کے ہمدرد حامیوں کے برسر اقتدار شخصیات پر ''کرپشن'' کے الزامات کی وجہ سے وہ رسوا اور خوار و ذلیل ہیں۔ امریکہ جیسے دہشت گرد ملک کے دہشت گرد صدر کلنٹن کے ناپاک چہرے پہ مونیکا سیکس سکینڈل'' کے اتنے داغ ہیں کہ کلنٹن کا اپنا اور حقیقی چہرہ پہچانا نہیں جاتا۔

مگر ان کے محسن اعظم صلاح الدین ایوبیؒ جیسے بنیاد پرست مسلمان پر اس عہد کی کسی قلوپطرہ، کسی جیکولین، کسی مونیکا کا داغ لگانے کی پورا یورپ اور اس کے ایجنٹ کسی بھی طرح کی جرأت بھی نہیں کر پاتے۔ اور بیت المال بھری پڑی ہے مگر صلاح الدین ایوبیؒ اس حال میں خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں کہ ذاتی پیسہ پاس نہیں، کفن دفن کے اخراجات کے لئے چندہ جمع ہوا۔ مگر افسوس کہ

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے
سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے

بنیاد پرستوں میں ایمان کی کمی اور بنیادی غلطی سجدہ ریزیٔ الحاد ہے سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، عاصمہ جہانگیر جیسے گمراہوں نفسیاتی مریضوں کو بغض محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انجکشن لگا کر بنیاد پرستی کے عقیدے کو ختم کرنے کی ناپاک جسارت کامیاب نہیں ہو سکتی۔

عجب مزہ ہے مجھے لذت خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں

ہم کبھی بھولے سے بھی یہ اپیل نہیں کریں گے کہ لنڈن میں مفرور مرزا ابلیس احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے نام پر فراڈ چلانا بند کر دے۔ کہ یہ بنیاد پرستی ہی کی نہیں خود کفر و الحاد کے ضابطوں اور قوانین کے خلاف ہے۔ مگر سنو!!

جس طرح روس ٹوٹ گیا۔

اسی طرح ضرب مومن بنیاد پرست کے ہاتھوں امریکہ ٹوٹنے والا ہے۔ ان شاءاللہ

برہنہ سر ہے تو عزم بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کلاہ

تہذیب جدید کی آزاد عورت آپ ہی کی ذہنی اختراع ہے۔ آپ کا الزام ہے۔ بنیاد پرستی عورتوں پہ ظلم ڈھاتی ہے۔ مگر تمہاری آزاد عورتیں کیا گل کھلاتی ہیں۔ پورا یورپ اور اس کے حواری اس آزاد عورت کو پابند کرنے کے لئے سوچنے، سیمینار منعقد کرنے کو وقت اور پیسے کا ضیاع کہتے ہیں۔ استغفر اللہ۔

بنیاد پرستی کے خلاف قادیانیت کا کفر کھڑا کرنے والے ملحدو! سنو

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک
بزم راروشن زنور شمع عرفاں کر دہ ای
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

(علامہ اقبالؒ)

ہمیں آج بھی اپنی بنیاد پرستی پر یقین ہے ہم کل بھی بنیاد پرست ہی رہیں گے۔

آغا غیاث الرحمٰن انجم

زبان میری ہے بات ان کی

○ تین سال میں بے روزگاری دفن کر دیں گے"۔ (وزیر اعلیٰ پنجاب)
سیاسی گورکن۔ کفن دفن کی تیاری کریں۔
○ سندھ اسمبلی کے سابق ڈپٹی سپیکر عبدالرزاق خاں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ (ایک خبر)
آدمی سمجھدار اور وقت شناس معلوم ہوتے ہیں۔
○ بلغراد چڑیا گھر کے جانور بمباری سے آدھ گھنٹہ پہلے شور مچانے لگتے ہیں" (ایک خبر)
انسان بے حس اور جانور حساس ہو گئے ہیں۔
○ ریلوے بھی فوج کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہو گیا" (ایک خبر)
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
○ حکمرانوں سے لوٹی ہوئی دولت کا حساب لیں گے۔ (سردار فاروق احمد خان لغاری)
لیکن بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا۔
○ لاہور میں وزیر کے بیٹے نے جج اور ایم۔ پی۔ اے کے بیٹوں کی پٹائی کر دی" (ایک خبر)

"ان شریفوں کا وزیروں پہ ابھی تکیہ ہے
ان شریفوں" کی ابھی اور پٹائی ہو گی

○ جڑانوالہ میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے آئی سرجن کو دماغی امراض کے ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا" (ایک خبر)
آئی سرجن کا تعلق تو آنکھ سے ہے۔ دماغ کیسے خراب ہو گیا۔
○ عالمی منڈی میں تیل سستا ہو رہا ہے۔ پاکستانی حکومت مہنگا کر کے خزانہ بھر رہی ہے" (وائس آف امریکہ)
پچھلی حکومت نے خزانہ خالی کیا۔ موجودہ حکومت بھر رہی ہے۔
○ ہم نے پہلے کمیشن کھایا۔ نہ آج سوچ سکتے ہیں۔ (میاں محمد نواز شریف)
ہم تو صرف قلچہ، سری پائے اور ہریسہ وغیرہ کھانے کے شوقین ہیں۔
○ ڈاکٹروں کی غفلت کی وجہ سے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ڈیرہ غازی خان میں صحافی کی موت"

(ایک خبر)
پرائیویٹ فیس دے کر ہسپتال میں داخلہ لیا جاتا تو غفلت ہرگز نہ ہوتی۔

○ پولیس لائن ملتان سے پانچ سائیکل چوری" (ایک خبر)

جو اپنی حفاظت کر نہ سکیں

سائیکل کو بچانا کیا جانیں

○ "صدر کے رشتہ دار ہیں"۔ پولیس نے دھمکیاں دینے والے تین ڈاکوؤں کو پکڑ لیا۔ (ایک خبر)
صدر کے رشتہ دار نہ بنتے ہوئے مکا ہو جاتا۔

○ جسے پولیس اہلکاروں سے شکایت ہو۔ سیدھا میرے پاس آئے۔ (ایس۔ پی ٹریفک لاہور)
واپسی پر ٹیڑھا نہ ہونے کی ضمانت کون دے گا؟

○ بے نظیر کی نااہلی کے خلاف پیپلز پارٹی کی خاتون کارکنوں کی احتجاجی "بھوک ہڑتال" (ایک خبر)
آئندہ الیکشن تک معدہ صاف اور کچھ ہضم کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

○ بیوروکریسی نے ارکانِ پارلیمنٹ کا منہ کالا کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے"۔ (سیکرٹری پارلیمانی امور سید ظفر علی شاہ)
یہ ٹھیکہ منسوخ کیا جائے۔ کیونکہ کالک پر کالک ملنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

○ تمام ہسپتالوں کو خود مختاری دی جا رہی ہے۔ پہلے ۲۴ گھنٹوں کے لئے ہر آنے والے مریض کو بالکل مفت طبی امداد دی جائی گی" (ایک خبر)
اس طرح مریض کی جیب خالی کرنے اور اس کی کھال اتارنے میں بہت آسانی ہو جائیگی۔

○ حکمرانوں نے ہمارے ہر اچھے کام پر پانی پھیر دیا (بے نظیر)
حکمران احتیاط کریں۔ پانی کی بجائے سہاگہ پھیریں۔

○ سینئر سول جج شیخوپورہ مجاہد مستقیم نے پھٹا پرچم لگانے پر تھانہ شیخوپورہ کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا"۔ (ایک خبر)
ملک کے ٹوٹے دل۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ان گنت خالی پیٹ انسانوں پر بھی نظر کرم کیجیے۔

قیصر مصطفیٰ (سیالکوٹ)

مرزا قادیانی اور اس کے چیلے

فارسی کی مشہور مثال ہے کہ دروغگو حافظہ نباشد کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا مرزا قادیانی کی زندگی اور اس کی تمام تصانیف تضادات کا ایسا مجموعہ ہیں کہ ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والے کو خاصے صبر و ضبط سے کام لینا پڑتا ہے اور بقول مرزا قادیانی کہ

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ہوتا ہے'' (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۲۱۸)

مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں جو کہ باہم متضاد ہیں ان کا تذکرہ ہم اپنے اگلے کسی مضمون میں کریں گے۔ آج ہم مرزا اور اس کے چیلوں کے چند باہمی تضاد بیان کر رہے ہیں اور چیلے بھی کوئی معمولی لوگ نہیں خود مرزا کے اپنے بیٹے ہیں۔ ہم پورے خلوص کے ساتھ تمام قادیانیوں کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ یہ زندگی بار بار نہیں ملتی اس لئے مرزا قادیانی جیسے مخبوط الحواس انسان کے پیچھے چل کر اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔

نمبر ۱ مرزا کے پاس ایک سرحدی آیا اور اس نے مرزا سے جو گفتگو کی بشیر الدین محمود جو مرزا کا بیٹا اور قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا اس پٹھان کے انداز گفتگو پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''اس احمق کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ایک شخص جو لاکھوں انسانوں کا پیشوا ہے اور ایک بڑی جماعت کا امام ہے بڑے بڑے لوگ جو اس کی غلامی میں ہیں اور اس کی جوتیاں اٹھانا فخر محسوس کرتے ہیں اس کے سامنے گفتگو کس طرح کرنی چاہیے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۲۸۲)

بشیر الدین محمود کی عبارت کا مطلب ہے کہ دوران گفتگو ادب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اب ہم مرزا کی سینکڑوں گالیوں بھری عبارات میں سے ایک بہت ہلکی عبارت لکھ رہے ہیں اور انصاف پسند لوگوں سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ مرزا کے مخالف علماء میں ایک مولانا محمد حسین بٹالوی بھی تھے ان کے بارے میں مرزا کی خوش بیانی ملاحظہ فرمائیں۔

''میں دیکھتا ہوں کہ میاں بٹالوی کی جڑ میں جھوٹ رچا ہوا ہے اور تکبر کی پلید سرشت نے اور بھی اس جھوٹ کو زہریلا مادہ بنا دیا ہے اس لئے ایک زور کے ساتھ دروغگوئی کی نجاست ان کے منہ سے بہہ رہی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۹)

قادیانیو! اگر اس قسم کی عبارت مرزا کے بارے میں لکھی جائے تو وہ آداب گفتگو کے منافی تو نہ ہو گی؟ قارئین کرام مرزا قادیانی کی غیر مہذب گفتگو خود مرزا کے لئے بھی رسوائی کا سبب بنی چنانچہ ڈپٹی کمشنر

کی عدالت میں مرزا کو کہنا پڑا کہ
"ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ ہم آئندہ سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے" (کتاب البریہ ص ۱۳)
نمبر ۲۔ مرزا نے اپنی تصدیق میں ایک بہت بڑے زلزلے کی پیش گوئی کی اور لکھا کہ "زلزلہ کی وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔"
(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۷)
مرزا کی دوسری پیشگوئیوں کی طرح یہ بھی جب جھوٹی ثابت ہوئی تو مرزا کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے نے لکھا کہ
"زلزلہ کی پیشگوئی سے مراد دوسری جنگ عظیم ہے" (دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر الدین محمود ص ۲۳۱)
باپ کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی میری تصدیق میری زندگی میں میرے ہی ملک میں میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی اور بیٹا کہتا ہے اس سے مراد جنگ عظیم دوم ہے جو نہ ہی مرزا کی زندگی میں ہوئی نہ ہی مرزا کی تصدیق میں ہوئی نہ ہی مرزا کے فائدے کے لئے ہوئی اور نہ ہی صرف مرزا کے ملک میں ہوئی۔
نمبر ۳۔ مرزا نے لکھا ہے کہ
"نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کسی مراقی عورت کا وہم ہے" (کتاب البریہ ص ۲۳۹)
اور بیٹا لکھتا ہے کہ
"پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے" (حقیقت النبوۃ ج ۱ ص ۱۴۷)
مراق کی بیماری جو اطباء کے نزدیک مالیخولیا کی ایک قسم ہے پچھلی صدیوں کے سب مسلمانوں کو تو لاحق نہ تھی معاذاللہ
لیکن اللہ رب العزت نے مرزا کو اس بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اور خود دنیا ہی میں مرزا کی زبان سے اعتراف بھی کروا دیا۔ چنانچہ مرزا کا دوسرا بیٹا بشیر احمد کہتا ہے کہ
"کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا کہ مجھے ہسٹریا ہے اور بعض اوقات آپ مذاق بھی فرمایا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۵)
ہم نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ چند نمونے پیش کئے ہیں اللہ کرے یہ کسی کی اصلاح کا سبب بن جائیں۔ گفتگو کو سمیٹتے ہوئے ہم اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہیں جو قارئین کے لئے

دلچسپی کا باعث ہوگا۔ کافی عرصہ کی بات ہے کہ میرے ایک عزیز دوست جناب امجد صاحب جو جماعت احرار پاکستان کے سرگرم رکن ہیں اور دوسرے حاجی بشیر صاحب انہوں نے قادیانیوں سے گفتگو کے لئے وقت طے کیا چنانچہ میں اپنے ان دونوں دوستوں سمیت ان کی عبادت گاہ پر پہنچا (جو کبوتروں والی عبادت گاہ کہلاتی ہے اور ہمارے شہر میں قادیانیوں کا مرکز ہے) وہاں پر ان کے تین مربی بیٹھے ہوئے تھے جن میں ایک کا نام نصیر احمد تھا دوسرے دونوں کے نام یاد نہیں رہے ان سے گفتگو شروع ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ جو کچھ تم مرزا کو مانتے ہو وہ بیان کرو اس کے جواب میں ایک مربی نے اکتا دینے والی گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس مسیح کے آنے کا وعدہ ہے وہ مرزا قادیانی کے روپ میں آچکا ہے میں نے پوچھا اب اور تو کوئی نہیں آئے گا۔ کہنے لگا بالکل کوئی نہیں آئے گا۔ میں نے کہا کہ تمہیں شک بھی نہیں کہ شاید کوئی اور بھی آجائے۔ کہنے لگا مجھے قطعی طور پر کوئی شک نہیں تو میں نے کہا کہ تمہیں کوئی شک نہیں لیکن تمہارے مرزا قادیانی کو شک ہے کہ شاید کوئی اور بھی آجائے اس پر اس کا رنگ فق ہو گیا کہنے لگا کہ ثبوت پیش کرو۔ میں نے اپنے گھر سے مرزا کی کتاب ازالہ اوہام منگوائی اور اس کا حوالہ پڑھا مرزا لکھتا ہے کہ:

"بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا" (ازالہ اوہام ج ا ص ۲۰۰)

پھر ان بے چارے مربیوں کی حالت دیکھنے والی تھی انہوں نے بہت کوشش کی کہ تاویلوں کا سہارا لے کر اس حوالے سے جان چھڑا لیں لیکن میں نے پھر ان کو باہر نہیں جانے دیا اور بار بار زور دے کر کہتا رہا کہ تمہیں کوئی شک نہیں تو پھر تمہارے گرو کو کیوں شک ہے۔ میں کہتا ہوں جہاں شک آجائے وہاں ایمان نہیں رہتا تو مرزا کی جھوٹی نبوت کیسے قائم رہ سکتی ہے آخر تنگ آکر کہنے لگے کہ تم مرزا کی صدقت پر حلف اٹھاتے ہیں آپ اس کے جھوٹے ہونے پر حلف اٹھائیں اگرچہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر کوئی حلف نہ بھی اٹھائے وہ تب بھی جھوٹا ہے بہرحال ہم حلف اٹھا کر واپس لوٹ آئے یہ تھی ہماری گفتگو کی مختصر روداد جو ہم نے بیان کر دی اور ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے باہم بھی متضاد ہیں۔

گرو جنہاں دے ٹپنے تے چیلے جان چھڑپ

مُسافرانِ آخرت

○ **محترم ملک ربنواز کی والدہ ماجدہ کی رحلت:** ممتاز قانون دان اور ہمارے رفیقِ فکر جناب ملک ربنواز ایڈووکیٹ کی والدہ ماجدہ ۳، جون ۱۹۹۹ء بروز جمعرات شب کو چنیوٹ میں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ انتہائی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ تمام عمر صبر و قناعت اور ایثار کے ساتھ بسر کی۔ مرحومہ، محترم ملک اللہ دتہ مرحوم کی بیوہ تھیں۔ ملک اللہ دتہ مرحوم چنیوٹ میں مجلس احرار اسلام کے بنیادی کارکن، سرگرم رہنما اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے میزبان اور رفیق تھے۔ ملک صاحب مرحوم کی زندگی ایثار اور جدوجہد سے عبارت تھی اور مرحومہ اس جہد و ایثار میں ان کی معاون و مددگار تھیں۔ محترم ملک ربنواز ایڈووکیٹ اپنے والد مرحوم کی روایات کے امین ہیں اور ان کا گھر آج بھی خاندانِ امیر شریعت کا میزبان ہے۔ ان کی والدہ مرحومہ بھی حضرت امیر شریعت کے گھرانے سے بے پناہ ارادت رکھتی تھیں اور ہمہ وقت دعا گو رہتی تھیں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مرحومہ کے انتقال کے روز ان کے گھر پر ہی تھے اور رات گئے وہاں سے ملتان کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں انتقال کی اطلاع ملی تو فوراً چنیوٹ واپس پہنچے اور حضرت پیر جی ہی نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے حسنات قبول فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ خاندان امیر شریعت کے تمام افراد اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما محترم ملک ربنواز صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ ان کے لیے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ اور والدہ مرحومہ کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

○ جلال پور پیر والہ میں محترم ملک نور حسین صاحب ۱۳، مئی کو انتقال کر گئے مرحوم ملک فضل الٰہی نقشبندی (سابق کونسلر) کے بڑے بھائی، ملک اشفاق احمد نقشبندی کے حقیقی ماموں، حافظ منظور احمد نقشبندی کے بھتیجے اور مجلس احرار اسلام جلال پور پیر والہ کے صدر عبدالرحمٰن جامی نقشبندی اور ڈاکٹر رشید احمد یزدانی کے قریبی عزیز تھے۔ ان کے انتقال پر عبدالرحمٰن جامی، قاری عبدالرحیم فاروقی، ایم این اے، سید مجاہد علی شاہ (چیئرمین ضلع کونسل ملتان)، خواجہ شفیق احمد اور ڈاکٹر ملک اشفاق احمد نے گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے دعاءِ مغفرت کی ہے۔ ورثا لواحقین سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

جناب محمد عمر کو صدمہ: مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے کارکن جناب محمد عمر کے چچا اور صوفی محمد سلیم مرحوم کے بھائی جناب محمد صدیق مارچ ۱۹۹۹ء میں انتقال کر گئے۔

صوفی محمد سلیم مرحوم کی ہمشیر اور محمد عمر صاحب کی پھوپھی اپریل ۹۹ء میں انتقال کر گئیں۔

محترم محمد حبیب اللہ مرحوم: ہمارے کرم فرما محترم بھائی محمد حبیب اللہ صاحب ۱۹ جون بروز ہفتہ شہلی غربی، حاصل پور میں انتقال کر گئے، مرحوم محترم عبدالرحمن صاحب کے چھوٹے بھائی اور محترم حافظ کفایت اللہ صاحب کے چچازاد تھے۔

○ مجلس احرار اسلام بستی اسلام آباد رحیم یار خان کے قدیم رکن محترم جام اللہ بخش چوہان کی اہلیہ ۲۳ جون ۱۹۹۹ء بروز بدھ انتقال کر گئیں۔

○ منتظم دفتر نقیب ختم نبوت محمد یوسف شاد کے چچازاد نصیر حسین ۱۸ جون ۱۹۹۹ء بروز جمعہ قصور میں انتقال کر گئے۔

○ **حافظ محمد اسمٰعیل کو صدمہ:** مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے خطیب جناب حافظ محمد اسمٰعیل کے والد ماجد حاجی محمد ابراہیم صاحب ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۹۹ء بروز اتوار انتقال کر گئے، مرحوم کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر ۳۸۱/ج ب کابلواں میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں اہل علاقہ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مجلس احرار کے امیر حضرت سید عطاء المحسن بخاری، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید کفیل بخاری نے حافظ محمد اسمٰعیل صاحب سے اظہار ہمدردی کیا ہے اور مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی ہے۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین نقیب سے درخواست ہے کہ وہ بھی تمام مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں (ادارہ)

تائید آسمانی در ردِ نشان آسمانی

(مولانا محمد جعفر تھانیسری) =/۱۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

اعتذار

مکرم و محترم جناب پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ کے شمارہ میں آپ کا مضمون "تردید اصلاحی یا توہین صحابہؓ" پڑھا ہیں آپ کے جذبات و احساسات کی قدر کرتا ہوں اور مضمون کے مندرجات سے متفق ہوں۔ واقعتہً ڈاکٹر رضوان ندوی صاحب نے اپنے مقالہ میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ ہمارے اکابر کے عقائد اور تاریخی حقائق کے منافی ہیں بالمشافہ ملاقات میں محترم سید کفیل بخاری صاحب زید مجدہ کو بتا چکا ہوں کہ اپنے مسلک کی ایک محترم اور غیر متنازع شخصیت کی توثیق و تعریف کی بناء پر یہ مضمون قرآن نمبر میں شامل کر لیا گیا تھا اور چونکہ تصحیح کا فریضہ بھی ایک دوسرے صاحب نے انتہائی غیر ذمہ داری سے انجام دیا تھا اس لئے کتابت کی اغلاط کے علاوہ یہ نامناسب مضمون بھی شائع ہو گیا۔ "ماہنامہ الاشرف" کے شمارہ میں نمایاں طور پر اس مضمون کی اشاعت پر اعتذار شائع کر دیا گیا ہے۔ میں ان تمام قارئین سے درخواست کرتا ہوں جن کے جذبات اس مضمون کی اشاعت سے مجروح ہوئے۔

بحمد اللہ یہ ناچیز علماء دیوبند کا ادنیٰ خادم اور عقائد میں ان کا مقلد ہے اسے نہ تو مادر پدر آزاد تحقیق و اجتہاد کا شوق ہے اور نہ ہی اسے جائز سمجھتا ہے۔ اس کے دامن میں صحابہ کرامؓ اور اسلاف و اکابر کی محبت و عقیدت کے سوا کوئی قابلِ ذکر عمل بھی نہیں ظاہر ہے ایسا مفلوک الحال شخص اپنے دامن میں موجود اسی واحد عمل سے محروم ہونا کیسے گوارا کرے گا؟

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن مسائل میں مسلک دیوبند کا آپس میں اختلاف بھی ہے ان کے بارے میں بھی یہ ظلوم و جہول محض اس خوف سے لب کشائی کی جرأت نہیں کرتا کہ کہیں ان میں سے کسی کی گستاخی کا ارتکاب کر کے وہ تہی دامن نہ ہو جائے، حیات و ممات کا مسئلہ ہو یا سماع اور عدم سماع اور یزید کا جھگڑا ہو وہ فریقین کا برابر ادب و احترام کرتا ہے اور جس کے اخلاق و اعمال میں کتاب و سنت کی جھلک دکھائی دیتی ہے اس کی خاکِ پاک کو سرمۂ چشم بنانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ یوں بھی ان سطور کا ناچیز راقم مناظرانہ صلاحیتوں سے محروم اور بحث و جدال کے میدان میں فطرتاً بالکل بے ذوق واقع ہوا ہے اس لئے وہ کبھی کبھی یہ پر لطف دعویٰ کیا کرتا ہے کہ اسے کوئی شخص شکست نہیں دے سکتا، ظاہر

ہے جو شخص مجادلہ کے میدان میں اترنے کے لئے آمادہ ہی نہ ہو اور برسرِ عام اپنے عجز و جہل کا اعتراف کر لے اسے کون شکست دے سکتا ہے۔

آپ کے ایک ساتھی نے اپنے ایک پرجوش خط میں مجھے "مودودا" قرار دے دیا ہے۔ میں اپنے اس محترم بھائی کی خدمت میں بس یہی گذارش کروں گا کہ اگر آپ دھکے دے دے کر بھی ہمیں مخالف کیمپ میں دھکیلنا چاہیں گے تو بھی ہم علماء حق کا دامن چھوڑنے کے نہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملے میں ہم کافی "ڈھیٹ" واقع ہوئے ہیں۔ باقی "حسن ظن" پر شکریہ ادا کرتا ہوں شاید یہی "حسن ظن" ہم ایسے تہی دامنوں کی مغفرت کا ذریعہ بن جائے

دعاؤں کا بے حد محتاج
محمد اسلم شیخوپوری
مدیر ماہنامہ الاشرف، کراچی

آیات قرآنی و احادیث کی توہین

مکرمی مدیر صاحب، سلام مسنون

ملکی اخبارات و رسائل میں قرآنی آیات، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارک اکثر شائع ہوتے ہیں۔ یہ اخباری ردی میں فروخت ہونے کے بعد دکانداروں کے استعمال میں آتے ہیں۔ پھر ان کے ٹکڑے سڑکوں، گلیوں اور بازاروں میں لوگوں کے پاؤں کے نیچے ہوتے ہیں۔ عام طور پر مشاہدہ میں یہ بات آتی ہے اور اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اگرچہ اخبارات میں یہ ہدایت بھی موجود ہوتی ہے کہ "آیاتِ قرآنی و احادیث کا احترام کریں۔ اور انہیں محفوظ کریں۔"

یہ ہماری اجتماعی بے حسی اور غفلت ہے۔ ہمارے اس توہین آمیز عمل سے جو اجتماعی وبال عذاب کی صورت میں قوم پر آ رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا مظہر ہے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس گناہ عظیم سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ایمانی غیرت و حمیت کا ثبوت دیں اور ان اوراقِ مقدسہ کو شریعت کے حکم کے مطابق زمین میں دفن کریں یا دریا میں بہا دیں۔

والسلام
محمد افضل عمار ملتان

"کیا لطف انجمن کا جب" ....

مشہور فلمی اداکارہ انجمن نے کہا ہے کہ مولانا اکرم اعوان سے ہمارا تعلق روحانی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے مولانا کو عام ڈگر سے ہٹ کر ایک انسان پایا ہے جن کے منہ پر میرے لئے بیٹی کے الفاظ اور جذبات ہوتے ہیں ورنہ یہاں لوگ "بھابھی" کہہ کر بھی دل میں غلط جذبات رکھتے ہیں۔ اس موقع پر انجمن کے خاوند مبین ملک نے کہا کہ مولانا اکرم اعوان نے ہمیں "اللہ ہو" کا ذکر شروع کرایا ہے۔ وہ انجمن کو اپنی بیٹی سمجھتے ہیں۔ ہماری ان سے "خاندانی فرینڈشپ" ہے لیکن اسے ممی ڈیڈی والی دوستی نہ سمجھا جائے بلکہ یہ روحانی تعلق ہے۔

کچھ عرصہ قبل جب انجمن کی فلمی دنیا میں واپسی ہوئی تنظیم الاعوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے بھی اس تقریب میں شرکت کی تھی جس پر بعض حلقوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ مولانا کی عظمت تھی کہ وہ فلم سٹوڈیو میں تشریف لائے اور انہوں نے اس انڈسٹری کے لوگوں کے قلب بھی "اللہ ہو" کے ذکر سے جاری کر دیئے۔ انجمن کو اس کا سب سے زیادہ فائدہ یہ پہنچا کہ ان کا وزن کم ہو گیا ورنہ وہ انجمن کی بجائے "پنجمن" بنتی جا رہی تھیں۔ اب مولانا دونوں میاں بیوی کو قلت طعام، قلت کلام اور قلت نیام کی تعلیم دیں گے۔ اگر انجمن نے یہ تینوں "قلتیں" اختیار کر لیں تو فلمی دنیا کے علاوہ وہ روحانی دنیا پر بھی راج کریں گی۔ اس طرح ان کا وزن مزید کم ہو جائے گا اور مبین ملک کا یہ شکوہ دور ہو جائے گا کہ..... "کیا لطف انجمن کا جب" ....

"سر راہے"

(نوائے وقت ملتان ۸، جون ۱۹۹۹ء)

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

یہ کتابیں آپ کے دل کی کایا پلٹ سکتی ہیں

خاصان خدا کا خوف آخرت

جس کا حصہ اول صحابہ کرامؓ کے رقت انگیز اور بصیرت افروز احوال و کوائف سے مزین ہے اور حصہ دوم تابعین' تبع تابعین اور بزرگان دین کے خوف آخرت سے متعلق احوال و واقعات سے مزین و مرصع ہے قیمت -/99 روپے

پراسرار بندے

جلد اول' جلد دوم

داتا روم و علامہ اقبال کے منتخب اشعار کی روشنی میں عشاق رسولؐ کے محبت پر مبنی موثر واقعات اسلاف کی صداقت اور حق پسندی کے ابتدائے اسلام سے عصر حاضر تک مستند واقعات کامل سیٹ -/285 روپے

قرآن کریم اور علم نفسیات

اعجاز قرآنی کا ایک منفرد شاہکار' انسانی نفسیات اور احکام قرآن کا اچھوتے موضوع پر لاجواب کتاب قیمت -/180 روپے

فضائل جماعت

جس میں نماز کے فضائل و محاسن اور جماعت کے متعلق بہت سے احکام و مسائل' ترغیب و ترہیب' بشارت و وعید کے انداز میں

قیمت -/54 روپے

دینی دستر خوان

مدینہ منورہ کی وجد آفریں مبارک ماحول میں ترتیب دیے جانے والا جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا 'عقائد' عبادات' معاشرت' اخلاقیات' مذاہب عالم' سیاست اور ان جیسے دیگر ہزاروں عنوانات کے گرد گھومتی ایک نادر' اچھوتی اور دلچسپ کتاب اب جلد نمبر ۲ بھی زیر طبع قیمت -/900 روپے

جنت اور اس کے حسین مناظر

جنت کے جمیع احوال' اہل جنت کے لئے جملہ اقسام نعمت کا باحوالہ مستند تذکرہ اب جدید ایڈیشن میں خوبصورت جلد قیمت -/66 روپے

تاریخ جنات و انسان اور ان کی دعوت

کتاب کا موضوع نام سے واضح ہے اپنے دلچسپ اور منفرد عنوان پر ایک اچھوتی تصنیف علماء دیوبند کی تصدیق شدہ قیمت -/135 روپے

شرح اسماء الحسنٰی

اللہ تعالٰی کے مبارک اسماء کی دلچسپ تشریح مناسب موقع واقعات اور خواص اسماء کے ساتھ قیمت -/150 روپے

ناشر طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ✆ 41501 540513

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ (قائد احرار سید ابوذر بخاری)

یومِ تحفظِ ختمِ نبوت کے موقع پر یک روزہ سالانہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

زیرِ صدارت
ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

۷، ستمبر ۱۹۹۹ء بروز منگل بعد نمازِ عشاء

بمقام: دفتر مجلس احرارِ اسلام 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ لاہور

- ۷، ستمبر ۱۹۷۴ء جب پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا
- جب شہداء ختمِ نبوت کا خون رنگ لایا
- جب اکابر و کارکنانِ احرار کی قربانیوں کا ثمر ملا ● ۷، ستمبر ۱۹۹۹ء

یومِ تحفظِ ختمِ نبوت ———— یومِ تجدیدِ عہد

اس عظیم الشان کانفرنس میں احرار رہنماؤں کے علاوہ دیگر اہم شخصیات بھی خطاب فرمائیں گی۔
تمام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔
(تفصیلی اشتہار عنقریب شائع کیا جا رہا ہے)

منجانب: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ فون: لاہور: 042-5865465 ملتان: 061-511961 چناب نگر: 04524-211523
چیچہ وطنی: 0445-611657 گڑھا موڑ: 0693-690013

Adarts-HRA-11/96 (R)

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

۱—۲—۳

الجزالاوّل

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

۴—۵—۶—۷ "زیر طبع"

الجزالثانی

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

۸—۹—۱۰—۱۱—۱۲

الجزالثالث

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

۱۳—۱۴—۱۵—۱۶

الجزالرابع

مکتبہ شرکت علمیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

547309
544913